بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث (القرآن)

ہفت روزہ اہل حدیث لاہور

مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کا ترجمان

مسلک اہل حدیث کا داعی

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

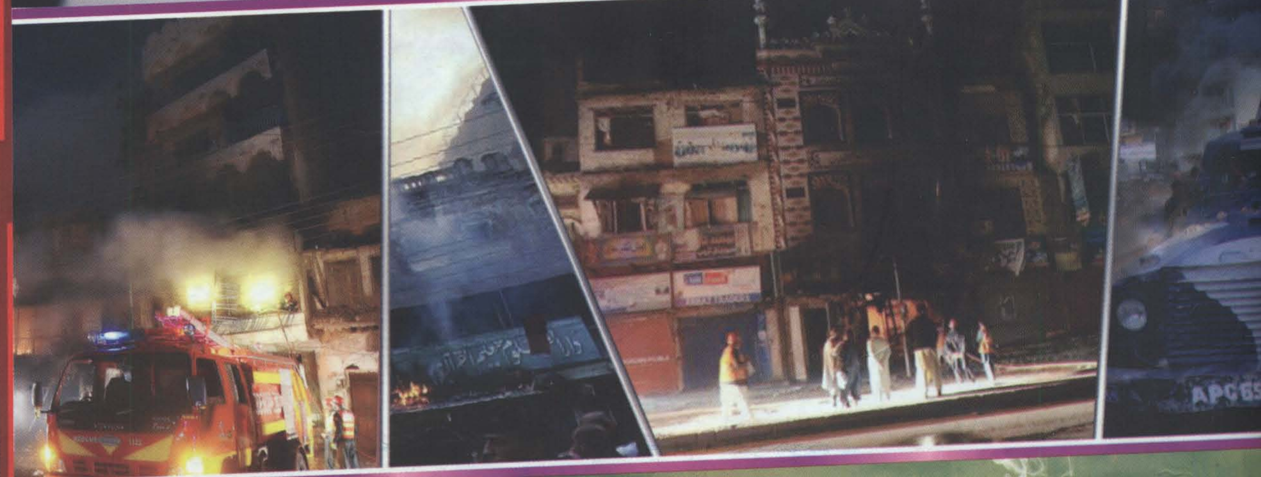
حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد: 44 | ۲۴ تا ۳۰ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ | 29 نومبر تا 5 دسمبر 2013ء | شمارہ: 46

سانحۂ راولپنڈی

مجرموں کو جلد گرفتار کرکے
قرار واقعی سزا دی جائے۔

مدیر: ساجد میر حفظہ اللہ



حضرت سراقہ بن مالک

جب انہیں کسریٰ کے کنگن پہنائے جانے کی بشارت دی گئی!

تحریکِ آزادیٔ ہند

آزادیٔ ہند کی پہلی اسلامی تحریک
کب اور کس نے شروع کی؟؟

قرآن وسنت کی روشنی میں

- کزن میرج......؟؟
- غیبت کا مفہوم......؟؟
- بالوں کی پیوند کاری......؟؟

حلالہ کی شرعی حیثیت...؟؟

جناب مولانا عبداللہ حفظہ اللہ

درس قرآن

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ﴾

’’ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں۔‘‘

اللہ تعالیٰ نے جن وانس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا اور اس کی خبر بھی دی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذاریات:۵۶)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں اور یہ عبادت خالصۃ اللہ کا حق ہے، کوئی اور اس کا ذرہ برابر استحقاق نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے الله خالق كل شئي ،اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اس کے کار تخلیق اور صفت خلاقی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہی رازق ہے اس کی صفت رزاقیت میں کوئی شریک نہیں۔ زندگی دینے والا صرف وہ ہے اس کے سوا کوئی اپنی زندگی کا مالک نہیں کسی کو زندگی کیا دے گا۔ وہی موت کا خالق ہے اس کے سوا کوئی کسی کو مار نہیں سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ﴾ (فاطر:۳)

’’لوگو! اللہ کے جو احسانات تم پر ہیں ان کو یاد کرو، کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے (جس نے تمہیں تخلیق کیا ہے اور کوئی رازق ہے) جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق مہیا کر رہا ہے؟ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔‘‘ نیز فرمایا:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ .... عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الروم:۴۰)

’’اللہ ہی تو ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا ہے پھر وہی تو ہے جو تم کو مارے گا اور وہی ہے جو تمہیں پھر سے زندہ کرے گا، بھلا تمہارے قرار دیئے ہوئے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو؟ یقیناً وہ پاک ہے اور اس کی شان ان کے شرک سے بہت بلند ہے۔‘‘

گویا جب کوئی ہماری زندگی میں کسی درجہ میں دخیل ہی نہیں۔ پیدا کرنے والا اللہ وحدہ لا شریک ہے، عمر بھر کی ضروریات مہیا کرنے والا بھی وہی تنہا کفیل و وکیل ہے۔ موت کس کے قبضہ واختیار میں ہے اور کون ہے جو تمہیں دوبارہ زندہ کرے گا۔ اگر ان سب باتوں کا ایک ہی جواب ہے اور وہ یہ کہ یہ سب امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں اور اسی کے اختیار میں ہیں تو پھر انسانی توہمات کے تراشے ہوئے ان دیوی دیوتاؤں کے ہاتھ میں کیا ہے؟ تو کیا یہ حقیقت کھل کر سامنے نہیں آجاتی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، عبادت اس کے سوا کسی کا حق نہیں۔

پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی حفظہ اللہ

درس حدیث

مسکین کون......؟؟

وعن ابی هريره قال قال رسول الله ﷺ ((ليس المسكين الذى يطوف على الناس ترده اللقمة واللقمتان والتمرة والتمرتان، ولكن المسكين الذى لا يجد غنى يغنيه ولا يفطن به فيتصدق عليه، ولا يقوم فيسال الناس)) (متفق عليه)

’’حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ شخص مسکین نہیں جو لوگوں کے پاس (مانگنے کے لئے) جاتا ہے، وہاں سے اسے ایک لقمہ یا دو لقمے مل جاتے ہیں یا ایک دو کھجوریں مل جاتی ہیں لیکن اصل مسکین وہ شخص ہے جو واقعی غنی نہ ہو اور نہ ہی اس کے بارے میں علم ہو تاکہ اسے صدقہ دیا جائے اور نہ ہی وہ لوگوں کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے۔‘‘

ہر دور میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو مسکین ظاہر کرکے اپنی غربت کا رونا رو کر لوگوں سے مالی اعانت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ عوام الناس اور سادہ لوح لوگ جلد ہی ان کے دام فریب میں آجاتے ہیں اور ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے معقول خدمت کر دیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مسکین نہیں جو لوگوں کے پاس جاتا ہے اور اپنی غمناک وخود ساختہ کہانیاں سنا کر ان سے مالی تعاون حاصل کرتا ہے اور کوئی اسے ایک دو لقمے دے دیتا ہے یا کچھ کھجوریں دے دیتا ہے بلکہ اصل مسکین وہ ہے جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمائی ہے کہ وہ لوگوں سے چمٹ کر سوال نہیں کرتا بلکہ آپ اس کے افسردہ چہرے سے اسے پہچان لیتے ہیں۔ اس کے پاس وہ مال نہیں جو اسے دوسروں سے بے پروا کر دے اور نہ ہی لوگ اس کے بارے میں سمجھ پاتے ہیں کہ اس کی امداد کر دیں۔ وہ خود لوگوں سے سوال بھی نہیں کرتا کہ اپنی عزت نفس کی حفاظت کی خاطر ہر تلخی برداشت کر لیتا ہے مگر اپنے دل کا دکھ کسی سے بیان نہیں کرتا۔ ایسے لوگوں کو تلاش کرکے ان کی مدد کی جائے اور معاشرے میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں۔ جو لوگ ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو کر لوگوں سے مانگنا شروع ہو جاتے ہیں وہ پہلے پہل تو اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے یہ کھیل کھیلتے ہیں بعد میں مانگنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ وسائل کے پورا ہو جانے کے باوجود اپنے آپ کو مساکین ظاہر کرکے اس گھناؤنے دھندے کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ان کا احساس ندامت ختم ہو جاتا ہے پھر وہ ہر کسی سے ہر چیز مانگتے رہتے ہیں۔ یہ مساکین نہیں بلکہ یہ پیشہ ور مانگت ہیں جو سڑکوں، چوراہوں اور گلی محلوں میں مانگتے پھرتے ہیں اور یہ لوگ زکوۃ کے بھی مستحق نہیں۔

سانحہ راولپنڈی

اس میں شک نہیں کہ اسلام امن و سلامتی، خیر خواہی، عفو و درگزر اور دین رحمت ہے۔ اسلام احترام آدمیت اور احترامِ انسانیت کا دین ہے۔ اسلام وہ دین ہے جو ہر قسم کے علاقائی، نسلی و فرقہ وارانہ تعصبات اور رنگ و زبان کے امتیازات کو ختم کرتا ہے اور پوری انسانیت کو مساوات و ہم آہنگی کا درس دیتا ہے۔ اس کے نزدیک ایک انسانی جان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام اور محترم ہیں جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور موجودہ شہر کی حرمت ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں ہونے والے ظلم، چاہے وہ ظلم بزور طاقت ہو یا معاشی پابندیوں کی صورت میں ہو، ظلم ظلم ہوتا ہے خواہ جس شکل میں بھی ہو۔ اسلام ظلم کی ہر صورت اور ہر شکل کی مذمت کرتا ہے۔ یہاں اس تاریخی حقیقت کا اظہار ضروری ہے کہ قیام پاکستان کا مقصد یہ تھا کہ اسے اسلامی و فلاحی ریاست بنایا جائے گا جہاں مسلمان اپنی زندگیوں کو آسانی کے ساتھ اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں گے۔ ہر ایک کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہوگی مگر یہ خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکا۔ شومئی قسمت ہی کہیے کہ پیپلز پارٹی اگرچہ اپنا پانچ سالہ دورِ اقتدار پورا کر کے ایوان اقتدار سے رخصت ہو چکی ہے مگر اپنے پیچھے لوڈشیڈنگ، اغوا، ڈکیتی، دہشت گردی، بدامنی، مہنگائی، ناانصافی، کرپشن اور ڈرونز حملوں کے ساتھ ساتھ دیگر بہت سے معاشی، سیاسی اور بیرونی مسائل چھوڑ گئی۔ اس سے بھی قبل آمر مشرف نے امریکہ کی ایک ٹیلیفون کال پر اس کی تمام شرائط من وعن تسلیم کرلیں۔ ان میں ڈرونز حملے بھی شامل ہیں۔ ڈرون حملے بند کرنے کے لئے اب حکومت کو مؤثر ذرائع استعمال کرنے چاہئیں۔ ستم کی بات یہ بھی ہے کہ حکومت طالبان سے مذاکرات کی باتیں کر رہی تھی کہ امریکہ ڈرون حملوں سے باز نہیں آیا، اس سے واضح ہوتا ہے کہ امریکہ ملک میں امن نہیں چاہتا۔ مشرف کے دورِ نامسعود میں ہی غیر ملکی مداخلت کا آغاز ہوا جس کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔

10 محرم الحرام کو یوم عاشورہ پر حکومت نے جلوسوں کو تحفظ دینے کے لئے سکیورٹی کے بے پناہ انتظامات کیئے، بڑے بڑے شہروں میں موبائل سروس بھی معطل کر دی۔ موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر بھی پابندی عائد کر رکھی تھی۔ اس طرح ملک کو عملاً مفلوج کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود ملتان، چشتیاں اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں و دیگر چند مقامات پر بڑے افسوسناک واقعات ہوئے۔ راولپنڈی کے المناک سانحہ نے تو حکومتی کوششوں پر پانی پھیر دیا۔ دہشت گردوں نے راجہ بازار میں کپڑے کے مرکز مدینہ مارکیٹ میں آگ لگا دی جو قریبی مسجد اور مدرسہ تک پھیل گئی۔ بیسیوں دکانیں خاکستر ہوگئیں۔ دہشت گردوں نے نماز جمعہ کے وقت مسجد میں حملہ کر دیا، خدا جانے کتنے نمازی، طلبہ، امام سمیت شہید ہوگئے۔ حالات اس قدر دگرگوں ہوگئے کہ فوج کو کرفیو لگانا پڑا۔ اس طرح اسلام آباد اور راولپنڈی کے عوام کا باقی شہروں سے رابطہ ٹوٹ گیا۔ اشیاء صرف مہنگی ہوگئیں۔ یہ فرقہ وارانہ فسادات اور دہشتگردی دشمن کی گہری سازش ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سانحہ راولپنڈی ملک کے امن پسند مسلمانوں کے ضبط وتحمل اور پاکستان کے ساتھ گہری وابستگی اور ایثار کے لئے ایک آزمائش سے کم نہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ تمام مسالک کے علماء کرام نے حالات کو سدھارنے کے لئے بڑا مثبت اور مؤثر کردار ادا کیا۔ اگرچہ وزیراعظم میاں نواز شریف غیر ملکی دورہ پر تھے تاہم وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے باہمی مشاورت سے تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا ہے۔ امید ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کریں گے اور تحقیقات میں تساہل سے کام نہیں لیا جائے گا۔ یہ اچھی بات ہے کہ شہباز شریف امن و امان کی صورت حال کے بارے میں لحہ بہ لحہ آگاہ رہے۔ وہ علماء کرام سے بھی رابطہ میں ہیں۔ جو مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ جن افراد پر قتل و غارت اور آتشزدگی کے واقعات میں ملوث ہونا ثابت ہو جائے انہیں قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسا واقعہ رونما نہ ہوسکے۔ اس وقت ملک میں اتحاد کی اشد ضرورت ہے۔ اتحاد و یکجہتی اور ہم آہنگی سے ہی دشمنوں کی سازشیں ناکام بنائی جاسکتی ہیں۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

اس شمارہ میں

ادارت سے جملہ خط و کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ "اہل حدیث"
چوک اہل حدیث (المعروف بتی چوک)
106، راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email:weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

سالانہ	-/500 روپے
ششماہی	-/300 روپے
بذریعہ وی پی	-/535 روپے
بیرونی ممالک سے	-/5500 روپے
فی پرچہ	-/15 روپے

سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "دلستر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کی مجلس عاملہ اور کابینہ کے مشترکہ اجلاس میں کہا تھا کہ محرم الحرام سمیت دیگر مذہبی تہواروں کے مواقع پر نکلنے والے جلوسوں کو چار دیواری تک محدود کیا جائے تا کہ ایسے سانحات سے قوم محفوظ رہ سکے۔ یہ سطور سپرد قلم کی جا رہی تھیں کہ کمالیہ سے ایک افسوسناک اطلاع ملی کہ یہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے ضلعی جنرل سیکرٹری، امن کمیٹی کے ممتاز عالم دین، قاری عبدالرحیم زاہد کے بیٹے پر دکان میں قاتلانہ حملہ ہوا اور دوافراد شدید زخمی ہوگئے۔ دریں اثناء مولانا عبدالرشید حجازی نائب ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان نے ہنگامی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے امن کے لئے ہمیشہ مثبت کردار ادا کیا ہے لیکن ہم اپنے گھروں میں بھی محفوظ نہیں ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث پنجاب کے زیراہتمام لاہور میں منعقدہ طلبہ کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے کہا ہے کہ ''راولپنڈی میں ہونے والی دہشت گردی فرقہ واریت کا شاخسانہ ہے۔ اس کی جس قدر مذمت کی جائے کم ہے۔'' اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے آج پورا ملک دہشت گردی کی زد میں ہے۔ بلوچستان میں علیحدگی پسند، فاٹا میں عسکریت پسند اور کراچی میں بھتہ خوروں نے ملک کے امن کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ کوئی شخص کجا، بلکہ جی بھی محفوظ نہیں۔ جس ملک کے تین جرنیل دہشت گردی کا شکار ہو جائیں۔ جی ایچ کیو، مہران نیول اور کامرہ ایئربیس کے اندر گھس کر دہشت گرد تباہی مچا دیں وہاں کوئی قریہ، کوئی بستی، کوئی قصبہ اور انسان کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ ایسی صورت حال میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بدامنی کے خاتمہ اور دہشت گردی کے قلع قمع کے لئے اپنی تمام تدابیر بروئے کار لائے تا کہ عوام سکھ کا سانس لے سکیں۔

پروفیسر ساجد میر نے ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمے کے لیے وزیراعظم کو ایک خط کے ذریعے امن فارمولہ پیش کردیا۔

20 نومبر 2013ء لاہور (   ) مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کے خاتمے کے لیے مختلف تجاویز پر مشتمل وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کو ایک خط کے ذریعے امن فارمولہ پیش کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ محرم الحرام اور ربیع الاول کے جلوسوں سے اشتعال انگیزی اور فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا ملتی ہے جو ممکنہ طور پر دہشت گردوں اور تخریب کاروں کا آسان ہدف بھی ہوتے ہیں جن سے قیمتی جانوں اور قومی املاک کو بھی شدید نقصان پہنچتا ہے۔ لہذا انہیں چاردیواری تک محدود کرنے کا سرکاری طور پر اعلان کردینا چاہیے تا کہ مستقبل میں راولپنڈی جیسے سانحات سے بچا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ محرم الحرام اور ربیع الاول کے جلوسوں میں ہونے والے دھماکوں اور دہشت گردی کے واقعات میں اب تک بے شمار افراد جاں بحق ہو چکے ہیں۔ ملک فرقہ وارانہ کشیدگی کا متحمل نہیں ہوسکتا، ہمیں پہلے ہی بہت سارے چیلنجز کا سامنا ہے۔ اس سلسلے میں ہم دیگر جماعتوں اور اداروں سے مل کر تحریک بھی چلائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اتحاد بین المسلمین، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے لیے سرکاری امن کمیٹیاں قائم کر کے بھی ہم دیکھ چکے ہیں جن کے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آسکے۔ ہمیں فرقہ واریت کے اصل اسباب تلاش کرنا ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وحرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے جن کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعا و قانونا موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں۔ اسی طرح عظمت اہل بیت اطہار رضی اللہ عنھم، عظمت ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن اور عظمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین و خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ایمان کا جزو ہے۔ ان کی تکفیر کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج اور ان کی توہین وتنقیص حرام اور قابل مذمت و قابل تعزیر جرم ہے۔ حکومت اور اسکے متعلقہ اداروں کو چاہیے کہ وہ کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا باعث بننے والی ہر تقریر وتحریر پر پابندی لگائیں۔ شر انگیز اور دل آزار کتابوں، پمفلٹوں اور تحریروں کی اشاعت، تقسیم وترسیل پر پابندی ہو۔ اشتعال انگیز اور نفرت انگیز مواد پر مبنی کیسٹوں اور سی ڈیز مکمل پابندی لگائی جائے اور ایسی کیسٹیں چلانے والا قابل سزا ہو۔ دل آزار، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعروں سے مکمل احتراز کیا جائے۔ دیواروں، ریل گاڑیوں، بسوں اور دیگر مقامات پر دل آزار نعرے اور عبارتیں لکھنے پر مکمل پابندی ہو۔ تمام مسالک کے اکابرین کا احترام کیا جائے۔ تمام مکاتب فکر کے مقامات مقدسہ اور عبادت گاہوں کے احترام وتحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ مساجد اور عبادت گاہوں میں اسلحہ خصوصا غیر قانونی اسلحہ کی نمائش پر پابندی ہو۔ عوامی اجتماعات اور جمعہ کے خطبات میں ایسی تقریریں کی جائیں جن سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔ عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کیے جائیں جن سے تمام مکاتب فکر کے علما بیک وقت خطاب کر کے ملی یکجہتی کا عملی مظاہرہ کریں۔ مختلف مکاتب فکر کے متفقہ اور مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ اور نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔ باہمی تنازعات کو افہام وتفہیم اور تحمل اور رواداری کی بنیاد پر طے کیا جائے۔ ان امور اور ضابطہ اخلاق کے عملی نفاذ کے لیے حکومتی سطح پر تمام مکاتب فکر پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ تشکیل دیا جائے جو اس ضابطہ کی خلاف ورزی کی شکایات کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ صادر کرے، خلاف ورزی کے مرتکب کے خلاف کارروائی کی سفارش کرے اور شدت پسند گروہوں کی معاونت کے حوالے سے ہمسایہ ممالک کی مداخلت روکی جائے۔ سانحہ راولپنڈی میں ہونے والے قیمتی جانی ومالی نقصان کا ازالہ کیا جائے اور اس میں ملوث افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

میڈیا سیل: 106 راوی روڈ لاہور: 0423772993,37720556

احکام و مسائل

جناب مولانا ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 065-2663317 موبائل: 0300-4178626
hammad3316@yahoo.com

کزن میرج

سوال ''کزن میرج'' کی شرعی حیثیت کیا ہے، جدید طب کے حوالے سے کہا جاتا ہے کہ کزن میرج کی وجہ سے پیدا ہونے والی اولاد موروثی بیماریوں سے محفوظ نہیں رہتی، اس لئے اپنے رشتہ داروں سے باہر شادی کرنا چاہیے، وضاحت کریں؟

جواب ہم مسلمان ہیں، ہمیں زندگی گزارنے کیلئے ہر قسم کی راہنمائی کتاب وسنت سے لینا چاہیے، ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ مغربی تہذیب جو بات کہے وہ حدیث بن جائے اور جس کی وہ مخالفت کرے ہم بھی سوچے سمجھے بغیر اس کی مخالفت شروع کر دیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امریکہ کی بعض ریاستوں میں کزن میرج پر قانونی پابندی عائد ہے کیونکہ ان کے نزدیک ایسا کرنا بیماریوں کو دعوت دینا ہے۔ ہم لوگ بھی ان کی دیکھا دیکھی اس طرح کا ذہن رکھتے ہیں کہ کزن میرج بیماریوں کا پیش خیمہ ہے اور ہمارے زرخرید میڈیا نے بھی اس قسم کا شور مچا رکھا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جو چیزیں حلال کی ہیں وہ ہرگز انسانوں کیلئے نقصان دہ نہیں اور جو چیزیں اسلام نے حرام کی ہیں وہ کسی صورت میں ہمارے لیے فائدہ مند نہیں بن سکتیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہمیں قرآن وحدیث سے راہنمائی لینی چاہیے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''اے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال کر دیں تمہاری وہ بیویاں جن کے مہر تم نے ادا کئے ہیں اور وہ عورتیں جو اللہ کی عطا کردہ لونڈیوں میں سے تمہاری ملکیت میں آئیں اور تمہاری وہ چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بہنیں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی ہے۔ (الاحزاب:۵۰)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے کزن میرج کی زد میں جتنے بھی رشتے آتے ہیں، ان کا نام لے کر وضاحت کی ہے کہ وہ تمہارے لئے حلال ہیں۔ اگر طبی نقطہ نظر سے ان میں کوئی خرابی ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو اس سے منع کر دیتے اور آپ کی امت پر بھی پابندی لگا دیتے۔ لیکن اسلام نے ایسا کرنے کے بجائے ان رشتوں کی ترغیب دی ہے اور جن میں کوئی اخلاقی یا روحانی قسم کا خطرہ تھا ان پر پابندی لگائی ہے، مثلاً رسول اللہ ﷺ نے پھوپھی اور بھتیجی نیز خالہ اور بھانجی اس کے علاوہ دو حقیقی بہنوں کو بیک وقت اپنے نکاح میں رکھنے کو حرام کہا ہے۔ چنانچہ حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے۔ کزن میرج کی وجہ سے جو خدشات ظاہر کیے جاتے ہیں ان کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ بعض موروثی امراض والدین سے اولاد میں منتقل ہو جائیں لیکن یہ بھی ضروری نہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اگر ایک نسل کسی مرض میں مبتلا رہی ہے تو اسی گھرانے کی کئی نسلیں بالکل اس مرض سے محفوظ رہتی ہیں۔ بہرحال یہ لازمی نہیں کہ کزن میرج ہی بیماریوں کا سبب ہے بلکہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ بیماریاں اللہ کی طرف سے ہیں وہ جس کو چاہتا ہے بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، کبھی بیماری کا کوئی سبب ہوتا ہے اور کبھی بغیر سبب کے بھی بیماری لگ جاتی ہے۔ ہمارے رجحان کے مطابق کزن میرج بالکل درست ہے اور ایسا کرنے سے بیمار اولاد کا پیدا ہونا ضروری نہیں۔ (واللہ اعلم)

بالوں کی پیوندکاری

سوال آج کل جدید سرجری کے ذریعے نئے بال اُگائے جاتے ہیں جن کو قدرتی بالوں کا نام دیا جاتا ہے، کیا شرعی طور پر ایسا کرنا جائز ہے۔ ہم نے اس سلسلہ میں کچھ علماء سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں، اس سلسلہ میں ہماری راہنمائی کریں؟

جواب بالوں کی پیوندکاری کی دو اقسام ہیں: ایک تو یہ ہے کہ اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال ملانا اس کی شرعاً اجازت نہیں کیونکہ اس میں ملمع سازی اور دھوکہ دہی ہے نیز اس میں اللہ کی تخلیق کو بدلنے کا شائبہ ہے جو ایک شیطانی حرکت ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی جو اپنے بالوں کے ساتھ مصنوعی بال جوڑیں اور جڑوائیں۔ (ابوداؤد، الترجل:۴۱۶۸)

وِگ کا استعمال بھی اسی وعید کی زد میں آتا ہے جیسا کہ امیر معاویہؓ نے منبر پر سے اپنے محافظ کے ہاتھ سے بالوں کا ایک گچھا پکڑا اور کہا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی چیزوں سے منع فرماتے تھے۔ بنی اسرائیل اس لئے ہلاک ہوئے کہ ان کی عورتوں نے ان کا استعمال شروع کر دیا تھا۔ (بخاری، احادیث الانبیاء:۳۴۶۸)

دوسری پیوندکاری کی قسم یہ ہے کہ جدید طب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی آدمی کو اس کے اپنے ہی بال لگائے جاتے ہیں جو کانوں کے درمیان سے یا سر کی پچھلی جانب سے لئے جاتے ہیں۔ ضرورت کے مطابق جڑوں سمیت پٹی نکال لی جاتی ہے پھر ان بالوں کو ایک ایک بال کیا جاتا ہے پھر ان کو پہلے سے بنائے ہوئے انتہائی باریک سوراخوں میں لگا دیا جاتا ہے

پھر ان سوراخوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ بال لگانے کے بعد تقریباً تین ہفتوں کی مدت میں وہ لگائے گئے بال گر جاتے ہیں پھر جب ان جڑوں کو سر سے خون کے ذریعے غذا ملنا شروع ہوتی ہے تو وہ تین سے چھ ماہ میں دوبارہ اُگ آتے ہیں جو عام بالوں کی طرح بڑھتے رہتے ہیں۔ یہ ایک جدید طریقہ علاج ہے جس میں گنجے انسان کے اپنے ہی بال جدید سرجری کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیئے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جس طرح جسم کے ایک حصے کا گوشت نکال کر دوسرے حصے کو بھرا جاتا ہے جو کسی حادثہ کی وجہ سے ضائع ہو چکا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح بالوں کو بھی دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے۔ حدیث میں اس گنجے انسان کا بھی ذکر ملتا ہے جس کے سر پر فرشتے نے ہاتھ پھیرا تھا تو اس کے خوبصورت بال معجزاتی طور پر اُگ آئے تھے۔ (صحیح بخاری، احادیث الانبیاء: ۳۴۶۴)

فرشتے نے یہ کام اس کی خواہش کے پیش نظر کیا تھا، اگر ایسا کرنا ناجائز ہوتا تو فرشتہ یہ کام نہ کرتا۔ کچھ اہل علم اس طریقہ علاج کو ناجائز کہتے ہیں، ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں جسم کو گودنے اور گدوانے پر لعنت کی گئی ہے۔ (بخاری، اللباس: ۵۹۶۲)

اس حدیث کے پیش نظر ان حضرات نے نئے بال اُگانے سے منع کیا ہے، لیکن حدیث سے اس طرح کی ممانعت کشید کرنا محل نظر ہے۔ بہرحال احادیث کی رو سے دوسرے شخص یا عورت کے بال اپنے بالوں کے ساتھ ملانے کی ممانعت ہے۔ اسی طرح مصنوعی یا اصلی بالوں سے تیار کردہ وِگ بھی اس وعید کی زد میں آتی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا ہے، اس کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں۔ البتہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے جدید تحقیق سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور گنجے سر میں نئے بال اُگانے میں کوئی حرج نہیں۔ (واللہ اعلم)

غیبت کیا ہے؟

سوال اگر کوئی شخص کسی کاروباری، رشتہ یا کسی بھی ضرورت کے پیش نظر دوسرے کے متعلق سوال کرے تو کیا اس کے عیوب سے آگاہ کرنا غیبت ہے، کیا ایسے حالات میں بھائی کے عیوب اس کی عدم موجودگی میں بتائے جا سکتے ہیں؟؟

جواب قرآن کریم نے غیبت کی بہت مذمت کی ہے اور سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟ بلکہ تمہیں خود اس سے گھن آتی ہے۔'' (الحجرات: ۱۲)

غیبت کی تعریف خود رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے، آپ سے پوچھا گیا کہ غیبت کیا ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اسے ناگوار ہو، عرض کیا گیا اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو کیا یہ بھی غیبت ہے؟ آپ نے فرمایا: غیبت تو یہی ہے کہ اس کے عیب کو اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں تو آپ نے اس پر بہتان لگایا ہے۔ (صحیح مسلم، البر والصلہ: ۲۵۸۹)

بہرحال غیبت بہت بڑا اخلاقی جرم ہے اور یہ کسی زندہ انسان کی اس کی پیٹھ پیچھے کی جائے یا کسی فوت شدہ انسان کی، جرم کی نوعیت کے لحاظ سے اس میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ شریعت نے کسی اہم ضرورت کے پیش نظر چند صورتوں کو اس حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

☆ حاکم کے سامنے یا فتویٰ لینے کیلئے مفتی کو کسی کا عیب بتایا جا سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تھا کہ میرا خاوند بہت کنجوس ہے اور وہ گھر کے اخراجات کے لیے معقول خرچہ نہیں دیتا۔ کیا میں اس کے علم کے بغیر اس کی رقم لے سکتی ہوں تو آپ نے فرمایا کہ ہاں تم اتنی رقم لے سکتی ہو جس قدر معروف طریقہ کے مطابق گھر کے اخراجات پورے ہو جائیں۔ (بخاری، النفقات: ۵۳۶۴)

☆ کسی کے شر سے بچنے کے لئے اپنے مومن بھائی کو اس کے عیوب سے مطلع کر دینا تا کہ وہ اس کے شر سے محفوظ رہ سکے۔ مثلاً کوئی رشتہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی سے کاروباری شراکت کا پروگرام ہے یا کسی کے ہمسایہ میں مکان خریدنا چاہتا ہے تو مشورہ دیتے وقت نہایت احتیاط اور دیانتداری سے متعلقہ شخص کے عیوب بیان کر دے تا کہ وہ کسی دھوکہ میں نہ رہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کے متعلق فرمایا: ''یہ اپنے خاندان کا بدترین آدمی ہے۔'' (بخاری، الادب: ۶۰۵۴) ☆ انسان کو ایسی غرض لاحق ہو کہ غیبت کے بغیر وہ پوری نہ ہو سکتی ہو، اگر غیبت نہ کی جائے تو اس غیبت سے زیادہ برائی لازم آتی ہو۔ جیسا کہ محدثین کا قانون جرح وتعدیل ہے، جس پر تمام ذخیرہ احادیث کی جانچ پڑتال کا انحصار ہے۔ ایسی صورت میں راویوں کے عیوب بیان کرنا جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا تھا کہ نکاح کرنے کیلئے انصار کی عورتوں کو دیکھ لیا کرو کیونکہ ان کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے۔ (مسلم، النکاح: ۱۴۲۴) ☆ ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور ان کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق و فجور پھیلا رہے ہوں یا بدعات و رسوم کی اشاعت کر رہے ہوں یا اللہ کی مخلوق کو بے دینی اور ظلم و جور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں۔ اس کی بنیاد یہ آیت کریمہ ہے: ''اللہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی علانیہ کسی برائی پر زبان کھولے الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔'' (النساء: ۱۴۸) اس کا مطلب یہ ہے کہ ظالم کے خلاف آواز بلند کرنا جائز ہے۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ایک عنوان بایں الفاظ قائم کیا ہے: ''اہل فساد اور فتنہ برپا کرنے والوں کی غیبت جائز ہے۔'' (بخاری، الادب باب نمبر ۴۸)

مذکورہ صورتوں کے علاوہ خواہ مخواہ کسی مسلمان کے بارے میں پروپیگنڈا کرنا انتہائی مذموم، غیبت اور بہتان ہے۔ لہٰذا یہ حرام اور ناجائز نیز ان کا تعلق کبیرہ گناہوں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اخلاقی برائیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین!

قرآن و سنّت کی بشارتیں

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر عبدالباری الثبیتی ﷾

ترجمہ —— جناب حافظ محمد سرور —— نظرثانی —— جناب حافظ عبدالحمید ازہر ﷾

حمد و ثناء کے بعد:

خوشخبری، بشارت اور مژدہ ہائے مسرت ایسے کلمات ہیں جو امید جگاتے اور ہمتیں بندھاتے ہیں۔ مایوسی اور حرماں نصیبی کا مداوا کرتے ہیں اور خوشخبری ہی اللہ کے وعدے پر یقین کو پختہ کرنے والا ایسا عنصر ہے جس سے غم واندوہ کے بادل چھٹ جاتے ہیں۔ بشارت کا لفظ عام طور پر خیر ہی کے کیلئے بولا جاتا ہے البتہ اگر کسی قید کے ساتھ اس کا استعمال ہو تو یہ شر کیلئے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں مبشرات کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں، یہ ایک وسیع میدان ہے جو خوشخبریوں سے بھرا ہوا ہے۔

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَاناً لِّكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ﴾ (النحل:۸۹)

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو ہر شے کا بیان، ہدایت، رحمت اور مسلمانوں کیلئے خوشخبری بنا کر نازل کیا ہے۔''

﴿إِنَّ هَـذَا الْقُرْآنَ يِهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ أَجْراً كَبِيراً﴾ (الاسراء:۹)

''حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن وہ راہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھی ہے جو لوگ اسے مان کر بھلے کام کرنے لگیں انہیں یہ بشارت دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا اجر ہے۔''

قرآنی آیات قلب مومن پر اطمینان وسکون کی رم جھم برساتی ہیں اور اس کے رگ و پے میں نوید مسرت اتار دیتی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو ایک مرتبہ فرمایا: ''یہ ایک آسمانی دروازہ ہے جو آج کھولا گیا ہے اور آج سے قبل کبھی نہیں کھلا۔ پھر اس دروازے سے ایک فرشتہ اترا تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: ''یہ فرشتہ آج پہلی بار زمین پر اترا ہے، آج سے قبل یہ زمین پر ہرگز نہ اترا تھا۔ اس فرشتے نے (حاضرِ خدمت ہوکر) سلام کہا اور گویا ہوا: ''آپ کیلئے آپ کو ملنے والی دو نورانی اشیاء کی خوشخبری ہے۔ یہ ایسی اشیاء ہیں جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں، ایک سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۂ بقرہ کی آخری آیات، ان میں سے جو حرف بھی آپ پڑھیں گے آپ کو عطا کیا جائے گا۔'' (مسلم)

خود جناب رسالت مآب ﷺ مبشر یعنی خوشخبری دینے والے اور بشیر و نذیر ہیں۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّراً وَنَذِيراً﴾ (الفرقان:۵۶)

''اے محمد! تم کو تو ہم نے بس ایک مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔''

نبی کریم ﷺ نے بشارتیں دینے کی دعوت دی اور نفرت ابھارنے سے منع کیا۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''بشارتیں دو، نفرتیں نہ پھیلاؤ اور آسانیاں پھیلاؤ۔''

البتہ ترغیب اور تنبیہ کے مابین توازن قائم رکھنا سید المرسلین ﷺ کی سیرت اور مبنی بر عدل منہج ہے۔ ہم اس سلسلے میں رحمت الٰہی کے آرزومند اور اس کی پکڑ سے خائف ہیں۔

سامعہ نواز خوشخبریاں راہِ اطاعت پر چلنے کی رغبت اور جستجو میں اضافے کا سبب بنتی ہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا: ''عثمان کو آج کے بعد اس کا کوئی عمل نقصان نہ دے گا''۔ آپ ﷺ کے یہ کلمات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کیلئے خیر، نیکی اور فرمانبرداری کی راہ میں مزید آگے بڑھنے کا سبب بنے۔ خوشی کی امید دلانا دراصل کسی کو ثابت قدم رکھنے کے لئے ایک ایسا معنوی عنصر ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کلمات سے یہی بات عیاں ہے کہ جب انہوں نے اپنے شوہرِ نامدار ﷺ کو کہا تھا: ''آپ ﷺ پرامید رہیں، اللہ کی قسم! اللہ آپ کو ہرگز رسوا نہ کرے گا۔''

کیا ہی عمدہ ہے یہ بات کہ میاں بیوی ایک دوسرے سے، سپاہی اپنے سپہ سالار سے اور ماتحت اپنے افسر بالا سے تائید اور حوصلہ افزائی کے کلمات سنے جو اس کیلئے خوف اور غم کے لمحات میں نوید مسرت بن جائیں۔

اللہ کی جانب پلٹنے والوں کیلئے بھی خوشخبری ہے۔ فرمایا:

﴿وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَى﴾ (الزمر:۱۷)

''جن لوگوں نے طاغوت کی عبادت سے اجتناب کیا اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا اُن کے لیے خوشخبری ہے''۔

متقین کیلئے بھی کامرانی کی نوید ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُواْ وَكَانُواْ يَتَّقُونَ ○ لَهُمُ الْبُشْرَى فِي الْحَياةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ﴾ (یونس:۶۳-۶۴)

''جو لوگ ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا، دُنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے۔''

مجاہدین کیلئے خوش حالی اور رضائے باری تعالیٰ کی خوشخبری ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿الَّذِينَ آمَنُواْ وَهَاجَرُواْ وَجَاهَدُواْ فِي سَبِيلِ اللّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِندَ اللّهِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ○ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُم بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّاتٍ لَّهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُّقِيمٌ﴾ (التوبۃ:۲۰-۲۱)

''اللہ کے ہاں تو انہی لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی راہ میں گھر بار چھوڑے اور جان و مال سے جہاد کیا وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں اپنی رحمت، خوشنودی اور ایسی جنتوں کی بشارت دیتا ہے جہاں ان کے لیے پائیدار عیش کے سامان ہیں۔''

رہے صبر کرنے والے تو ان کے متعلق ارشاد ہوا:

﴿وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُواْ إِنَّا لِلّهِ وَإِنَّـا إِلَيْهِ رَاجِعونَ ○ أُولَـئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ

﴿وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ (البقرۃ: ۱۵۵-۱۵۷)
''اِن حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے۔ انہیں خوش خبری دے دو، ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی، اُس کی رحمت اُن پر سایہ کرے گی اور ایسے ہی لوگ راست رَو ہیں۔''

مساجد کی طرف قدم اٹھانے والوں کیلئے بھی خوش خبری ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''اندھیروں میں مساجد کی جانب قدم اٹھانے والوں کو قیامت کے دن کامل نور کی خوشخبری سنا دو۔''

جو کوئی مبتلائے مرض ہو تو اس کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میری آگ ہے جسے میں دنیا میں اپنے مومن بندے پر مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت کی آگ سے اس کے لئے کفارہ بن جائے۔''

نبی کریم ﷺ کو بھی حکم دیا گیا تھا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں موتی سے بنے ایک ایسے گھر کی خوشخبری سنا دو جس میں کوئی شور شرابا ہے نہ محنت ومشقت۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ''عمار! خوش ہو جاؤ کہ تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔''

اسی طرح اللہ کے اولیاء کیلئے بھی دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ○ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ﴾ (یونس: ۶۳-۶۴)
''سنو! جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لیے بشارت ہی بشارت ہے۔''

مومن کو قبل از وقت ملنے والی مسرت کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ ان اعمال پر اس کی تعریف کریں جو اس نے چھپائے تھے لیکن اللہ نے انہیں ظاہر کر دیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: ''اس شخص کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے جو کوئی نیکی کرے اور پھر لوگ اس پر اس کی تعریف کریں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مومن کو پیشگی ملنے والی شادمانی ہے۔''

اچھے خواب بھی بشارت ہی کی ایک شکل ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نبوت کی کوئی شے باقی نہیں بچی سوائے بشارتوں کے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! بشارتیں کیا ہیں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھے خواب'' (بخاری ومسلم)

لڑکے کی پیدائش پر اظہار مسرت کرنا اور اس کی بشارت سنانا اگرچہ مشروع طریقہ ہے لیکن اللہ نے اس شخص کی مذمت بیان کی ہے جو لڑکی کی پیدائش پر اکتاہٹ اور پریشانی کا اظہار کرے حالانکہ:

''اللہ زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، وہ سب کچھ جانتا اور ہر چیز پر قادر ہے۔'' اور فرمایا:

﴿وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ﴾ (النحل: ۵۸-۵۹)
''جب اِن میں سے کسی کو بیٹی کے پیدا ہونے کی خوش خبری دی جاتی ہے تو اُس کے چہرے پر کلونس چھا جاتی ہے اور وہ بس خون کا سا گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے کہ اِس بری خبر کے بعد کیا کسی کو منہ دکھائے، سوچتا ہے کہ ذلت کے ساتھ بیٹی کو لیے رہے یا مٹی میں دبا دے؟ دیکھو کیسے برے حکم ہیں جو یہ خدا کے بارے میں لگاتے ہیں۔''

ہوائیں بھی پیام بشارت سنانے والی ہیں۔ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (الروم: ۴۶)
''اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے بشارت دینے کے لیے اور تمہیں اپنی رحمت سے بہرہ مند کرنے کے لیے اور اس غرض کے لیے کہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔''

اللہ کے اولیاء اور برگزیدہ بندوں کی کچھ علامات ہوتی ہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کو ان کی خیر مقصود ہے۔ ان علامات میں جو اشیاء شامل ہیں اور جن کا وہ مشاہدہ بھی کرتے ہیں ان میں شفقت اور توفیق کا ملنا، آسانیاں بہم پہنچنا اور مشکلات سے محفوظ رہنا شامل ہیں۔

چنانچہ جب آپ کو معاملات آسان اور سہل دکھائی دینے لگیں اور اللہ آپ کیلئے خیر و برکت مقدر کر دے خواہ آپ کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو تو بلاشبہ یہ بشارت ہے۔

اس سے بھی لطیف تر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مشکلات کو کشائش کی بشارت اور تنگی کو آسانی کی تمہید بنا دیتا ہے۔ قرآن نے انبیاء اور اولیاء کے متعلق یہی بتایا ہے کہ جب ان پر حالات انتہائی سخت ہو گئے اور زمین اپنی فراخی کے باوجود ان پر تنگ پڑ گئی تو ان کے پاس کشائش آ پہنچی۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَىٰ نَصْرُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ نَصْرَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ (البقرۃ: ۲۱۴)
''اُن پر سختیاں گزریں، مصیبتیں آئیں، ہلا مارے گئے، حتی کہ وقت کا رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان چیخ اٹھے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی، اُس وقت انہیں تسلی دی گئی کہ ہاں اللہ کی مدد قریب ہے۔''

مومن کی موت کے وقت حالت نزع میں اور اس کے غسل وتکفین کے موقع پر بھی کچھ بشارتیں جھلک دکھاتی ہیں۔ جہاں تک دنیا سے کوچ کے وقت بشارت ملنے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ○ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ○ وَادْخُلِي جَنَّتِي ○﴾
(الفجر: ۲۸-۳۰)
''چل اپنے رب کی طرف، اِس حال میں کہ تو (اپنے انجام نیک سے) خوش (اور اپنے رب کے نزدیک) پسندیدہ ہے، شامل ہو جا میرے (نیک) بندوں میں اور داخل ہو جا میری جنت میں۔''

قبولیت توبہ کی بشارت ملنا بھی ایک بڑی خوشخبری

ہوتی ہے۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اسی اندوہگیں صورت حال میں، جس کا ذکر اللہ نے فرمایا ہے، بیٹھا ہوا تھا۔ میری پریشانی انتہاء کو پہنچ چکی تھی اور زمین اپنی وسعت کے باوجود مجھ پر تنگ پڑ گئی تھی کہ اچانک میں نے کوہ سلع کی چوٹی پر کھڑے ایک شخص کی آواز سنی کہ: ''اے کعب بن مالک! خوش ہوجاؤ۔ کہتے ہیں (اتنا سننا تھا کہ) میں سجدے میں گر پڑا اور جان گیا کہ کشائش آچکی ہے۔ پھر لوگ جوق در جوق توبہ کی مبارکباد دینے کیلئے میرے پاس آنے لگے اور مجھے کہتے کہ ''اللہ کی بارگاہ میں توبہ قبول ہونے پر مبارک ہو''۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے کہ پھر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا تو آپ ﷺ کا رُخ زیبا خوشی سے دمک رہا تھا اور آپ ﷺ فرمانے لگے ''تمہارے لئے اس بہترین دن کی خوشخبری ہے جو پیدائش کے بعد آج پہلی بار تمہیں نصیب ہوا۔'' حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ ''یہ بشارت آپ ﷺ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ اللہ کی طرف سے''۔

رسول اللہ ﷺ جب شادمان ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ مبارک یوں جگمگانے لگتا کہ اس پر چاند کے ٹکڑے کا گمان گزرتا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر اللہ نے یہ آیات اتاریں:

﴿لَقَد تَّابَ الله عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهٗ بِهِمْ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (التوبۃ:۱۱۷)

''اللہ نے معاف کر دیا نبی ﷺ کو اور ان مہاجرین و انصار کو جنہوں نے بڑی تنگی کے وقت میں نبی ﷺ کا ساتھ دیا، اگرچہ ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی کی طرف مائل ہو چکے تھے (مگر جب انہوں نے اس کجی کا اتباع نہ کیا بلکہ نبی ﷺ کا ساتھ ہی دیا تو) اللہ نے انہیں معاف کر دیا، بے شک اُس کا معاملہ اِن لوگوں کے ساتھ شفقت و مہربانی کا ہے۔''

اللہ تعالیٰ میرے اور آپ کیلئے قرآن عظیم کو بابرکت بنائے اور مجھے اور آپ سب کو اس کی آیات اور ذکر حکیم سے فائدہ پہنچائے۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد: اللہ کے بندو! معمولی سے عمل پر بے پناہ ثواب ملنا بھی بشارت ہے۔ ایسے ہی اعمال میں سے ایک یوم عاشورا کا روزہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اللہ سے امید ہے کہ یہ روزہ سال گزشتہ کے گناہوں کا کفارہ بنے گا۔'' (مسلم)

آپ ﷺ نے یہ بھی کہا تھا کہ ''اگر میں آئندہ سال تک موجود رہا تو نویں ذوالحج کا بھی روزہ رکھوں گا۔'' (مسلم)

اے اللہ! ہر جگہ مسلمانوں کے حالات سدھار دے، اے اللہ! دین کی مدد کرنے والے کی مدد فرما اور اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو رسوا کرنے والے کو تو رسوا فرما۔ اے اللہ! اپنے دین، اپنی کتاب، اپنے نبی ﷺ کی سنت اور اپنے مومن بندوں کی مدد فرما۔

اے اللہ! ہم تجھ سے جنت کا اور اس کے قریب کر دینے والے ہر قول وعمل کا سوال کرتے ہیں اور جہنم سے اور اس کے قریب لے جانے والے ہر قول وعمل سے تیری پناہ کے طلبگار ہیں۔

اے اللہ! ہمارے لئے ہمارا دین سدھار دے جو ہماری پناہ گاہ ہے، ہمارے لئے ہماری دنیا بھی بہتر بنا دے جس میں ہماری معاش کا سامان ہے، ہماری آخرت بھی سنوار دے جہاں ہمیں پلٹ کر جانا ہے، زندگی کو ہمارے لئے ہر بھلائی میں اضافے کا اور موت کو ہر شر سے نجات کا سبب بنا۔

اے اللہ! ہم تجھ سے ہدایت، تقویٰ، عفاف اور ثروت نفس کا سوال کرتے ہیں۔ اے اللہ! ہماری مدد فرما، ہمارے خلاف کسی کو مدد نہ دے، ہمیں اپنی نصرت سے نواز اور ہمارے خلاف کسی کو نصرت عطا نہ فرما، ہمارے لئے چارہ سازی کر اور ہمارے خلاف کوئی تدبیر نہ بنا، ہمیں ہدایت دے دے اور ہدایت کو ہمارے لئے آسان بنا دے اور ہم پر چڑھائی کرنے والے کیخلاف ہماری مدد فرما۔ اے اللہ! ہمیں اپنا ذکر کرنے والے، اپنا شکر کرنے والے، اپنے حضور آہ و زاری کرنے والے اور اپنی جانب پلٹنے والے بنا دے۔ آمین یارب العالمین!



بقیہ: آزادی ہند کی پہلی اسلامی تحریک

یہ علاقہ ایک نئے رنگ میں رنگ گیا۔ (تاریخ نظریہ پاکستان، ص/۱۰۷)۔ یہ حکومت اسلامی طرز پر چل رہی تھی کہ دشمن عناصر نے انگریز و سکھ سے مل کر اور چند خواتین نے جاسوسی کر کے ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر ایک معرکہ آراء جنگ ہوئی جس میں سیدین کی تحریک کے بانی سید احمد و اسماعیل شہید نے جام شہادت نوش فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

رنجیت سنگھ نے گھی کے چراغ جلائے اور کہا کہ اب ہم ختم ہونے کو ہیں۔ حکومت ہند نے بھی اپنے پولیٹیکل ایجنٹ کو حکم دیا کہ گورنر جنرل' مہاراجہ رنجیت سنگھ کو اس فتنے کی آگ ٹھنڈی ہو جانے پر مبارک باد پیش کر دے۔ (وہابی تحریک ۱۰۹)

مصنف محمد شفیع مرحوم لکھتے ہیں کہ پشاور کی فتح کے بعد سید صاحب کا اثر تمام علاقوں تک وسیع ہوگیا۔ آپ نے احکام شریعت سکھانے، رسوم شنیعہ کو چھڑانے اور عشر وصول کرنے کیلئے ہر طرف غازیوں کو بھیج دیا۔ انہوں نے گاؤں گاؤں خدا اور رسول کا قانون پھیلایا۔ پشاور کی فتح کے بعد سید صاحب نے اسلامی حکومت قائم کی۔ غالباً خلافت راشدہ اور خلافت عمر بن عبدالعزیزؒ کے بعد وہ پہلی اسلامی حکومت تھی جو خلافت راشدہ کی طرز پر قائم کی گئی۔ (۱۸۵۷ء، محمد شفیع' ص/۷۹، تاریخ نظریہ پاکستان' ص ۷۹)..................(جاری)



ناظم مرکز حافظ بابر فاروق رحیمی کی سفر حج سے واپسی

لاہور 20 نومبر: مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سیکرٹریٹ کے ناظم حافظ بابر فاروق رحیمی جو جماعت کی طرف سے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کی دعوت پر حج کے لئے سعودی عرب گئے تھے، وہ فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد واپس وطن پہنچ گئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر ان کے عزیز و اقارب اور احباب جماعت نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اللہ پاک ان کا سفر حج قبول و منظور فرمائے۔ ادارہ اس سعادت پر انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے۔ (ادارہ)

مکتوب میں لکھتے ہیں:

از تشویشت ہر روزہ دہلی تنگ آمدہ ام۔

”دہلی کے روزمرہ کے ہنگاموں اور بے اطمینانی سے تنگ آگیا ہوں۔“

ہندوستان کے اصل سیاسی شاطر انگریز تھے، جو اس بساط شطرنج پر مہروں کو لڑاتے، آگے بڑھاتے اور پیچھے ہٹاتے رہتے تھے۔ ان کے مقابلہ کیلئے آخری منظم کوشش شہید سلطان ٹیپوؒ نے کی تھی۔ ۱۷۹۹ء میں یہ کوشش بھی ناکام رہی۔

اٹھارہویں صدی کے وسط میں سکھوں نے پنجاب میں اہم سیاسی طاقت حاصل کرلی تھی۔ احمد شاہ ابدالی کی وفات پر شمالی ہندوستان میں سکھ ہی اصل قوت تھے۔ اس دور حکومت میں مسلمان جس طرح کی غلامانہ اور حقیر زندگی گزار رہے تھے اور پوری قوم جس بے اعتمادی، محرومی و بے عزتی کا شکار تھی، اس کا خاکہ رنجیت سنگھ کے ایک معاصر انگریز مصنف (کرنل مالکم) نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:

”واقعہ یہ ہے کہ پنجاب میں ایک بھی ایسے مسلمان خاندان کی مثال نہیں ملتی جس کو عزت واقتدار حاصل ہو۔ ان کو گائے کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں، نماز نہیں پڑھ سکتے، شاذ و نادر ہی مسجد میں جمع ہو کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجدوں میں بھی چند مسجدیں تباہی سے بچی ہیں۔“

اس غلامی، مذہبی بندش اور ذلت آمیز طرز عمل سے مسلمانوں کے اخلاق پست ہوگئے۔

حکمرانوں کی اخلاقی حالت

مسلمانوں کا زوال تو اورنگ زیب کے عہد سے شروع ہوگیا تھا۔ گروہ بندی، وراثت پر جھگڑا، ایک دوسرے پر حکومت کے حصول کے لئے حملے یہ رات دن کا معمول بن چکا تھا۔ اورنگ زیب کے بعد جو حکمران ہوئے ان کی اخلاقی حالت نہایت ہی پست تھی۔ مثلاً محمد شاہ رنگیلا کی حالت قابل رحم تھی، ہر وقت نشہ میں مست رہتا اور عورتوں کے جھرمٹ میں اس کے دن رات کے اوقات گزرتے۔ یہی حالت دیگر حکمرانوں کی تھی۔ عالمگیر جیسے متشرع بادشاہ کے متعلق یہ روایت ہے کہ ایک سقہ نے السلام علیکم کہہ دیا تو حکم ہوا کہ اسے کوتوال کے حوالے کر دیا جائے۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ ص ۴۵) اکبر بادشاہ نے تو حد ہی کر دی تھی، اس کی تباہی میں علماء سوء کا مرکزی کردار تھا اور مذہبی حالت یوں کہ ڈاکٹر شاڈ لکھتا ہے کہ اٹھارہویں صدی تک اسلامی دنیا اپنے ضعف کی انتہا کو پہنچ چکی تھی ہر جگہ جمود وتنزل کا دور دورہ تھا۔

جیسے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ان چار طاقتوں کے علاوہ پانچویں بڑھتی ہوئی آزاد طاقت بھی تھی۔ یہ روہیل کھنڈ کے افغانوں کی طاقت تھی، جن کی قیادت سنبھل (ضلع مراد آباد) کا ایک حوصلہ مند افغان زادہ، امیر خاں کر رہا تھا۔ امیر خان کے ساتھ روہیل کھنڈ اور شمالی ہند کے دلیر و حوصلہ مند پٹھانوں، سپاہ پیشہ نوجوانوں کی کثیر تعداد اور طاقت و جمعیت رہتی تھی، جس کو مرہٹہ سردار اور راجپوت والیان ریاست ہمیشہ اپنے ساتھ ملانے کی کوشش میں رہا کرتے تھے، جس کی شمولیت فتح وشکست کیلئے اکثر فیصلہ کن ثابت ہوا کرتی تھی۔ اس جمعیت میں ہندوستان کا بہترین فوجی عنصر مسلمانوں کا گرم اور تازہ خون، ہندوستان کے فاتح کا بچا کھچا سرمایہ اور وقت کے بہت سے شاہین و شہباز تھے۔

بایں ہمہ سید صاحب دینی حکومت کے قیام کی غرض سے امیر خاں کے لشکر میں شامل ہو گئے لیکن افسوس کہ نواب امیر خاں کو انگریزی سازشوں کا علم نہ ہو سکا یا ان کی مکاریوں کو اپنی بہادری اور جواں مردی کے زعم میں نہ سمجھ سکا بلکہ وہ انگریزوں سے صلح کرنے پر مجبور ہو گیا۔ یہ صلح نامہ ۱۸۱۷ء کو ہوا۔ (سیرت سید احمد شہیدؒ ص ۴۵)

سید صاحب کی کوشش کے باوجود جب امیر خاں باز نہ آیا اور اس نے انگریز کے ساتھ صلح کرلی تو سید صاحب چند آدمی ساتھ لے کر اسی وقت لشکر سے نکلے اور جے پور چلے گئے۔ سید صاحب کا مقصد تو واضح نظر آتا ہے کہ انگریز سے مقابلہ کیا جائے اور دین اسلام کو بلند کیا جائے۔ جیسا کہ مولانا غلام رسول مہر مرحوم نے لکھا ہے کہ سید صاحب کے سامنے اصل نصب العین یہ تھا کہ ہندوستان کو انگریزوں کے تصرف سے پاک کر کے یہاں خالص اسلامی نظام کی بنیاد رکھیں، اسی غرض سے وہ امیر خاں کے پاس پہنچے تھے، جب تک نواب آزاد رہا آپ ساتھ رہے اور جب انگریز سے مل گیا تو آپ الگ ہو گئے۔

سید صاحب کا شاہ عبدالعزیز کو ایک مراسلہ اور دہلی میں آمد

اپنے مراسلہ میں لکھتے ہیں کہ یہاں لشکر کا کارخانہ درہم برہم ہو چکا ہے، نواب فرنگی سے مل گیا ہے، اب یہاں رہنے کی کوئی صورت نہیں۔ (ص ۱۰۹ سید احمد شہیدؒ جلد اول' تحریک مجاہدین اول' ۱۲۳-۱۲۲)

سید صاحب دہلی تشریف لے آئے اور وہاں دعوت وارشاد کا سلسلہ شروع کر دیا اور ساتھ ساتھ پورے ملک کا طوفانی دورہ کیا۔ لوگوں کو اسلام کی حقانیت سے آگاہ اور انگریز سے خوب متنفر کیا۔ سید صاحب کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہو کر لاتعداد لوگوں نے بیعت جہاد کی۔ اس سفر میں شاہ اسماعیل شہید بھی ساتھ رہے اور سنت کا احیاء کرتے رہے۔ عام رواج یہ تھا کہ بیوگان پوری زندگی گھر بیٹھے گزار دیتی تھیں اور ان کا نکاح ثانی نہ کیا جاتا تھا۔ آپ نے نکاح ثانی کو رواج دیا اور اس سنت کو ہندوستان میں پھر سے زندہ کیا۔

حج پر روانگی

حج بیت اللہ جو اسلام کا بنیادی رکن ہے، وہ مفقود ہو کر رہ گیا تھا۔ علماء سوء نے فتویٰ دیا تھا کہ حج کو جانا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ نے اس کے خلاف بھی آواز اٹھائی اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بیت اللہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، آپ کا یہ سفر ۱۸۲۶ء کو ہوا۔ وطن واپس آ کر آپ نے باقاعدہ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہونے کا عزم کر لیا پھر یہ قدوسی جماعت سفر کرتے ہوئے صوبہ سرحد میں وارد ہوئی کیونکہ یہ علاقہ آزاد تھا۔

سید صاحب کی تحریک کے بنیادی مقاصد

(۱) سید صاحب کے نزدیک اسلامی قوت کے زوال کی وجہ یہ تھی کہ مسلمانوں میں روح اسلام اور روح جہاد باقی نہ رہی تھی، اس کو دوبارہ زندہ کیا جائے۔

(۲) نصب العین یہ تھا کہ کلمۃ اللہ سربلند ہو، سید المرسلینؐ کی سنتیں زندہ ہو جائیں اور بلاد اسلامیہ کو غیر مسلموں کے تصرف سے آزاد کرایا جائے۔

(۳) صرف سکھوں سے نہیں بلکہ انگریزوں سے بھی لڑنا چاہتے تھے۔ اس لئے کہ بلاد اسلامیہ کا ایک بڑا

حصہ انگریزوں کے قبضے میں تھا نیز وہ انگریز کو زیادہ خطرناک سمجھتے تھے۔

(۴) ان کی تحریک کا مقصد یہ تھا کہ سارے ہندوستان میں خالص دینی حکومت قائم کریں پھر اس نظام کو اقطار عالم میں پھیلائیں۔

(۵) وہ یہ کام صرف رضائے باری تعالیٰ کے لئے کرنا چاہتے تھے، دنیوی مال و دولت اور جاہ و منصب یا حکومت و ریاست کا وسوسہ ان کے دل میں نہ گزرا تھا۔(حیات سید احمد شہید' ص/۲۷۶ جلد اول مہر دوم)

سید صاحب نے سرحد آ کر قیام کیا۔ نوشہرہ سے اسلامی طرز پر والی لاہور رنجیت سنگھ کو خط لکھا کہ

① مسلمان ہو جاؤ، تم ہمارے بھائی بن جاؤ گے اور حکومت تمہاری رہے گی۔

② ورنہ جزیہ دینے کو تیار ہو جاؤ۔

③ یا پھر تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

''سوانح احمدی'' میں اس اعلام نامے کے ساتھ اتنا اضافہ اور ہے کہ دربار لاہور نے براہ نخوت اس اعلام نامے کا کچھ جواب نہیں دیا، بلکہ قاصد کو دربار سے نکلوا دیا۔اس سبب سے اب جنگ کی تیاری شروع ہوئی۔

سید صاحب اور انگریز

سید صاحب کے مکاتیب سے واضح ہوتا ہے کہ آپ انگریز کی تدابیر و تسلط کا صحیح اندازہ کر چکے تھے۔ چنانچہ آپ شاہ بخارا کو لکھتے ہیں کہ جو فرنگی ہندوستان پر قابض ہوئے ہیں وہ بے حد تجربہ کار، ہوشیار، حیلہ باز اور مکار ہیں، اگر اہل خراسان (افغانستان) پر چڑھائی کر دیں تو بڑی سہولت سے ان کے ملک پر قابض ہو جائیں گے پھر ان کی حکومت کی حدیں آپ کی حکومت کے ساتھ مل جائیں گی۔

اسی لئے سید صاحب پورے ہندوستان کے استخلاص کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ انگریز سے جنگ ان کے مشن میں شامل تھی اور غرض و غایت یہ تھی کہ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے اور اس کیلئے انہوں نے بڑے غور وخوض اور تیاری کے ساتھ جہاد کا راستہ اختیار کیا۔ ان کے نزدیک جہاد کا پہلا ہدف انگریز تھے جو ہندوستان کے بہت سے علاقے پر قابض ہو چکے تھے۔(حیات سید احمد شہید صفحہ/ ۲۵۵ جلد اول وص/۱۳۱)

شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ اور سید احمد شہید تینوں نے ہندوستان میں اپنے جس مشن کا اعلان کیا اس کے تحت وہ مذہب سے ہندووانہ روایات کو نکال کر اسلام کو خالص اور پاک کرنا چاہتے تھے اور اس کو قرون اولیٰ کی اصلی شکل میں واپس لانا چاہتے تھے۔ جس زمانے میں بادشاہ، امراء اور جاگیردار سونے چاندی کے کشکول اٹھائے اپنوں اور غیروں سے بھیک مانگتے پھرتے تھے، عین اسی دور میں سید احمد بریلویؒ، شاہ اسماعیل شہید لوگوں کو میدان جہاد میں اترنے کی ترغیب دے رہے تھے۔ ان کے استدلال پر غور فرمائیے:

جناب کو معلوم ہے کہ پردیسی سمندر پار کے رہنے والے اور سودا بیچنے والے سلطنت کے مالک بن گئے ہیں۔ بڑے بڑے امیروں کی امارت اور بڑے بڑے اہل حکومت کی حکومت اور ان کی عزت وحرمت کو انہوں نے خاک میں ملا دیا ہے۔ جو حکومت اور سیاست کے مرد میدان تھے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں۔ اس لئے مجبوراً چند غریب اور بے سروسامان، کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ مال و دولت کی ان کو ذرہ برابر طمع نہیں۔ جس وقت ہندوستان ان غیر ملکیوں سے خالی ہو جائے گا اور ہماری کوششیں بارآور ہوں گی، حکومت کے عہدے اور منصب ان لوگوں کو ملیں گے جن کو ان کی طلب ہوگی۔

سید احمد بریلویؒ نے اس خط میں گوالیار کے راجہ ہندو رائے کو برطانوی سامراج کے خلاف اور ملکی آزادی و خودمختاری کی نگہبانی کیلئے جو متحدہ محاذ بنانے کی اپیل کی تھی اگر اسے پذیرائی ملتی تو برصغیر غلامی سے بچ سکتا تھا۔ صد حیف کہ ایسا نہ ہوا۔(نوائے وقت ۲۴ جولائی ۲۰۰۱ و ۳ جون)

برطانیہ کے خطرناک عزائم

سید احمد صاحب کے مکاتیب کا وہ حصہ جس میں وہ برٹش امپریلزم کو بے نقاب کرتے ہیں اہم ترین ہے۔ اسے دیکھ کر ان کی زبردست سیاسی بصیرت اور علم تاریخ سے آگاہی کا پتہ چلتا ہے۔ انہوں نے صاف کہا کہ برٹش امپیریلزم کا مقصد اسلام کو تباہ کرنا اور صلیبی لڑائیوں کی شکست کا بدلہ لینا ہے۔

سکھوں سے جنگ

جہاد شروع ہوا تو سرحد سے انگریزی حدود تک پہنچنا سکھوں سے فیصلہ کئے بغیر ممکن نہ تھا۔ دوسری بات جو قابل ذکر ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی چاہتے تھے کہ (سکھوں کے خلاف جو پنجاب پر قابض تھے) افغانوں سے مدد لی جائے اور پنجاب کی اس باغی حکومت کو ختم کر کے کابل اور دہلی کا پھر سے اتصال قائم کر دیا جائے کیونکہ مستقبل کی ترقی کا سارا انحصار اسی پر تھا۔(شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص ۹۰)

سکھ فوج سے جھڑپ

رنجیت سنگھ کی حکومت کافی وسیع تھی بلکہ پشاور تک اس کا قبضہ تھا۔ سید احمد، شاہ اسماعیل کی فوج اور رنجیت سنگھ کے جرنیل کھڑک سنگھ کے درمیان اکوڑا خٹک اور سیدو میں معرکہ ہوا، مجاہدین کو کامیابی نصیب ہوئی۔ اسی طرح تین چار معرکوں کے بعد سکھ فوج کی آنکھیں کھلیں تو رنجیت سنگھ نے سید صاحب کے ساتھ مذاکرات کا سلسلہ شروع کیا۔ رنجیت سنگھ نے پہلے قیام امن کے زمانے میں آپ کے پاس اسی مقصد کے لئے ایک موقر سفارت بھیجی جس میں اس کے مشیر خاص اور معتمد حکیم عزیز الدین بھی تھے پھر جنرل وینٹورا کو اس مسئلے میں گفت وشنید اور نامہ و پیغام کرنے کی ہدایت کی۔ اسی طرح رنجیت سنگھ نے دریائے سندھ کا پورا علاقہ حوالے کرنے کی پیش کش بھی کی۔(سیرت سید احمد ص ۲۱۸-۲۲۰ دوئم)

مجاہدین کا پشاور میں داخلہ اہل شہر کا والہانہ استقبال

سیدین نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا اور جنگ جاری رہی حتیٰ کہ اسی کشمکش میں اللہ کی رحمت سے پشاور فتح ہو گیا اور اسلامی فوج پشاور میں داخل ہو گئی۔

سید صاحب اور آپ کے رفقاء مغرب کی جانب کابلی دروازے سے شہر میں داخل ہوئے۔ بازار کی دکانیں تو بند اور جابجا سبیلیں تھیں، کوئی پانی کی، کوئی شربت کی، جابجا چراغ دکانوں کے چبوتروں اور دکانوں کی چھتوں پر روشن تھے۔ تمام رعایا سید صاحبؒ اور غازیوں کے واسطے دعائے خیر کر رہی تھی۔(سیرت سید احمد شہید ص ۲۸۳-۲۸۴ دوئم)

اسلامی حکومت کا قیام

سید احمد شہید و اسماعیل شہید کی کوششوں سے یہاں اسلامی قوانین کا نفاذ عمل میں آیا اور فسق و فجور کا خاتمہ ہوا۔

باقی صفحہ 8 پر

حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کا دور آیا، مسلمان ان کے مبارک دورِ خلافت میں ایران کی طرف ہوا کے تیز جھونکے کی طرح لپکے۔ قلعوں کو فتح کرتے، لشکروں کو شکست فاش دیتے، شاہی تختوں کو پامال کرتے اور مالِ غنیمت سمیٹتے ہوئے مسلسل آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ پورا ایران فتح کر لیا۔

ایک روز سپہ سالار لشکر اسلام حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قاصد ایران پر فتح کی خوشخبری لے کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے ساتھ بیت المال کے لیے غنیمت کا پانچواں حصہ بھی تھا جو ایران سے مجاہدین اسلام کے ہاتھ لگا تھا۔ جب مال غنیمت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھا گیا تو آپ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ اس میں شاہِ ایران کا وہ تاج بھی موجود تھا جس میں قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے۔ شاہِ ایران کا وہ لباس بھی تھا جو سونے کی تاروں سے بنا ہوا تھا اور وہ قیمتی پیٹی بھی تھی جس پر لعل و جواہر جڑے ہوئے تھے اور سونے کے دو کنگن بھی مال غنیمت میں موجود تھے، اس جیسے خوبصورت دیدہ زیب کنگن اس سے پہلے فاروق اعظمؓ نے نہیں دیکھے تھے۔ اس کے علاوہ بے شمار نفیس و دیدہ زیب اشیاء مالِ غنیمت میں موجود تھیں۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس بیش بہا خزانے کو اپنی چھڑی سے الٹا پلٹا کر دیکھ رہے تھے۔

پھر آپ نے حاضرین کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو لوگ یہ مالِ غنیمت لے کر آئے ہیں، وہ بلاشبہ سب کے سب امین ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی وہاں موجود تھے، کہنے لگے: امیر المومنین! آپ پاکدامن رہے تو آپ کی رعیت بھی پاکدامن رہی۔ اگر آپ مال غنیمت کھاتے تو آج یہ بھی ہڑپ کر جاتے۔

اس موقعہ پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سراقہ بن مالک کو اپنے پاس بلایا۔ شاہِ ایران کا لباس اسے پہنایا، کمر پر پٹی باندھی، سر پہ تاج رکھا اور ہاتھوں میں کنگن پہنا دیئے، یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سراقہ کی طرف دیکھ کر خوشی سے جھومتے ہوئے فرمایا:

واہ، واہ...... ارے بنو مدلج کا ایک بدوی، اس کے سر پر شاہِ ایران کا تاج اور ہاتھوں میں کنگن، اس شان خسروانہ کے کیا کہنے! پھر آسمان کی طرف سر اُٹھایا اور یوں گویا ہوئے: الٰہی! تو نے یہ مال و دولت اپنے رسول مقبول علیہ السلام کو نہ دیا اور وہ آپ کو مجھ سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے۔

الٰہی! تو نے یہ مال و دولت صدیق اکبرؓ کو نہ دیا حالانکہ وہ تجھے میری نسبت زیادہ محبوب اور عزیز تھے۔ پھر یہ سب کچھ مجھے عطا کر دیا۔ میں تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں کہ کہیں یہ مال تو نے مجھے سزا کے لیے عطا نہ کیا ہو، پھر اسی وقت یہ قیمتی مال مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔



بقیہ: علم اور علماء کی فضیلت

☆ اہل حدیث مدارس و مساجد زیادہ سے زیادہ بناؤ۔ تمام طلبا وعدہ کریں کہ وہ فارغ ہو کر کاروبار دنیوی میں نہ پڑیں گے بلکہ دین ہی کا کام کریں گے۔

☆ نمازیوں کی تربیت کرو۔ عام سپیکروں کا استعمال اتنا زیادہ مفید نہیں ہوتا۔ اختلافی مسائل کبھی پبلک میں بیان نہ کرو۔ نہ ہی عام لوگوں سے خطاب کے دوران کسی حدیث کو ضعیف یا موضوع کہو۔ یہ کام مستند علماء پر چھوڑ دو۔

☆ مسائل کی بجائے فضائل زیادہ بیان کرو۔ مسائل کی ضرورت بے شک ہے لیکن فضائل سے دین میں رغبت ہوتی ہے جس کی اشد ضرورت ہے۔

مخالفین عقیدہ سلف کو بتایا جائے کہ توحید خالص کیا ہے اور شرک کیا ہے؟ لیکن اچھے طریقے سے۔ یہی لوگ آپ کا خام مال بنتے ہیں۔ ہم میں سے اکثر لوگ انہی کے ہاں سے آئے ہیں۔ ان کے لیے رویہ نرم رکھو اور دعائیں کیا کرو کہ اللہ انہیں عشق رسالت کی برکت سے ہدایت نصیب فرما دے۔

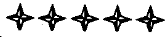
☆ نامی گرامی خطباء کی طرز پر تقریر کرنا خالی دامن ہونے کی دلیل ہے۔ اپنی حیثیت خود بناؤ۔ تقاریر اور خطبات کی خوب تیاری کرو۔ خطبات ریڈی میڈ کتابوں اور کیسٹوں سے نہیں۔ براہ راست کتاب اللہ اور کتب تفاسیر سے خوب تیاری کر کے دیا کریں۔

☆ طلبائے دین بہت زیادہ شفقت و محبت اور رافت کے حق دار ہوتے ہیں کیونکہ یہی کل کو منبر رسول کے وارث بنیں گے۔ میں اساتذہ کرام سے مودبانہ گزارش کرتا ہوں کہ طلبائے دین کے ساتھ اپنے بچوں سے بھی زیادہ پیار کیا جائے۔ ان کی تربیت بڑے اچھے نہج سے کی جائے۔ انہیں اپنا ہاتھ نیچے کی بجائے اوپر یعنی سخاوت وایثار کا سبق پڑھایا جائے اور عملاً انہیں اس کا عادی بنایا جائے۔ پہلے خود قربانی کرو پھر عوام کو قربانی کے فضائل و مسائل بیان کرو۔ پہلے آپ اپنی زکوۃ نکالیں پھر مسائل زکوۃ بیان کریں۔

ذہن سازی کی ضرورت

عزیز دوستو! ہر وقت دوسروں کے عیوب ڈھونڈتے رہنا، جھوٹے اور نفرت پھیلانے والے پروپیگنڈوں کا سبب بنتا ہے۔ ان میں کوئی خیر نہیں۔

سو دوستو! تنقید اور عیب جوئی کرنے سے سکون ملتا ہے نہ دعوت پھیلتی ہے۔ خوبیاں تلاش کرو خامیاں نہیں۔ شہد کی مکھی بنو، گندگی کی نہیں جو خود بھی گندی ہے، ہمیشہ گندی چیز پر بیٹھتی ہے اور جس چیز پر بیٹھتی ہے اسے بھی گندا کر دیتی ہے۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں حق سمجھنے اچھے طریقے سے سمجھانے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!



آزادئ ہند کی پہلی اسلامی تحریک

تحریر: جناب مولانا محمد اشرف جاوید

انگریز ہندوستان میں تاجر کے روپ میں داخل ہوا۔ اس نے جہانگیر سے اجازت نامہ حاصل کیا پھر تجارت کے لئے اجازت چاہی، اسی پر بس نہ کیا بلکہ انگریز نے تجارتی کوٹھیاں قائم کرنے کا بھی حکم نامہ لے لیا۔ یہ سبھی کام ''سرطامس رو'' نے کئے، پھر انگریز ہندوستان کے معاملات میں دخیل ہوتا چلا گیا، اورنگ زیب کی وفات سے حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔

اس طرح انگریز کو اور بھی موقعہ ملا اور اس نے باقاعدہ فوج رکھ لی، پھر آہستہ آہستہ وہ اپنی مکاری اور ہوشیاری سے کامیاب ہوتا گیا، ملک مختلف قسم کے بحرانوں سے گزرتا رہا۔ ایک طرف سکھ اپنے مظالم سے مسلمانوں کا ناطقہ بند کئے ہوئے تھے تو دوسری طرف مرہٹے ان کی لڑائی سے خوب فائدہ اٹھا رہے تھے۔

آخر کار سراج الدولہ کو خیال آیا اور مسلح جدوجہد سے انگریز کے مقابلہ میں اترا مگر اپنوں کی غداری کی وجہ سے ناکام ہوا۔ پھر حیدر علی و ٹیپو سلطان نے انگریز سے پنجہ آزمائی کی مگر وہ بھی غداروں کی وجہ سے میدان نہ جیت سکے۔ ان کی شہادت کے بعد سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید نے باقاعدہ اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ایک مدت تک جدوجہد کی اور کامیاب بھی ہوئے۔ اب آپ ذرا اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

حیدر علی و سلطان ٹیپو

ہندوستان کو غیر ملکی خطرات سے پاک کرنے کی جس جرأت و حکمت سے سلطان ٹیپو نے جدوجہد کی وہ ہماری تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ حیدر علی اور سلطان ٹیپو دونوں باپ بیٹوں نے بمشکل ۳۵ سال حکومت کی؛ لیکن ان ۳۵ برسوں میں ان کے لئے ہر برس کا اختتام گویا رستم کلفت خواں طے کرنا تھا۔ ایک طرف کرناٹک، دوسری طرف حیدر آباد، تیسری طرف مرہٹے، چوتھی طرف انگریز تھے اور ایک بہادر بیک وقت چار پہلوانوں سے نبرد آزما تھا، علاوہ ازیں اندرونی سازشوں کا جال الگ بچھا ہوا تھا جس میں یہ اسلامی سلطنت پھنسی ہوئی تھی۔

سلطان ٹیپو نے اپنی بالغ نظری اور غیر معمولی ذہانت سے یہ خطرہ محسوس کر لیا تھا کہ انگریز اس طرح ایک ایک صوبہ اور ایک ایک ریاست ہضم کرتا رہا اور اگر کوئی منظم طاقت ان کے مقابلہ میں نہ آئی تو آخر کار پورا ملک ان کا لقمہ تر بن جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے انگریز سے جنگ کا فیصلہ کیا اور پھر پورے ساز و سامان، وسائل اور فوجی تیاریوں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے میدان میں آ گئے۔

سلطان ٹیپو نے ہندوستان کے راجوں، مہاراجوں اور نوابوں کو انگریز سے جنگ پر آمادہ کرنے کی کوشش کی۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے سلطان ترکی سلیم عثمانی، دوسرے مسلمان بادشاہوں اور ہندوستان کے امراء سے خط و کتابت بھی کی۔ زندگی بھر انگریزوں سے سخت معرکہ آرائیاں کیں، قریب تھا کہ انگریزوں کے سارے منصوبے پر پانی پھر جاتا اور وہ اس ملک سے بے دخل ہو جاتے مگر انگریزوں نے جنوبی ہند کے امراء کو اپنے ساتھ ملا لیا اور آخر کار اس مجاہد بادشاہ نے ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو سرنگا پٹم کے معرکہ میں شہید ہو کر سرخروئی حاصل کی۔ انہوں نے انگریز کی غلامی و اسیری اور ان کے رحم و کرم پر زندہ رہنے پر موت کو ترجیح دی۔ آپ کا مشہور تاریخی مقولہ ہے کہ ''گیدڑ کی صد سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔'' جب انگریز جنرل کو سلطان کی شہادت کی خبر ملی تو اس نے ان کی نعش پر کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے کہ ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے۔'' سلطان کی شہادت ۱۷۹۹ء کو ہوئی۔ شاعر مشرق ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ اسی سال ترکی کا بحری بیڑہ تباہ ہوا، ایشیاء میں اسلام کا انحطاط انتہا کو پہنچ گیا۔ ان کی وفات سے امید کی آخری کرن بھی ختم ہوگئی اور ان کی شہادت سے ہند پر غلامی کے بادل چھا گئے۔ (تاریخ ندوۃ العلماء ص ۲۴)

اگرچہ سلطان ٹیپو نے انگریز کے خلاف مختلف ممالک مثلاً ترکی، افغانستان، نظام حیدر آباد وغیرہ سے مدد مانگی تھی لیکن کسی نے ان کی مدد نہ کی بلکہ ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا گیا۔ یہ وہ دور تھا جب عرب میں وہابی تحریک زوروں پر تھی۔ آخر سلطان اکیلا ہی لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ (اناللہ)

خلاصہ فتویٰ شاہ عبدالعزیزؒ کہ ہندوستان دارالحرب ہے!

۱۸۰۳ء کو دہلی پر انگریز کا مکمل دخل ہو گیا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر شاہ عبدالعزیز نے ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا اور کہا کہ دلی میں مسلمانوں کے امام کا اقتدار عملاً ختم ہو چکا ہے اور عیسائی حاکموں کے احکام جاری ہیں جن پر بے چوں و چراں عمل ہو رہا ہے، کفار کے ہی احکام فیصلہ کن ہوتے ہیں، لہٰذا ہندوستان دارالحرب ہے۔ (فتاویٰ عزیزی و تحریک مجاہدین ص ۸ جلد اول)

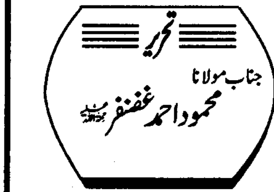
سیاسی حالت

بارہویں صدی ہجری کے آخر اور انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک یہی کیفیت تھی۔ اس زمانے کے خطوط سے بدامنی، انتشار اور طوائف الملوکی کا پورا اندازہ ہوتا ہے۔ اس عہد کے بزرگوں اور مشاہیر کے خطوط میں اس قسم کے ارشادات ملتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کو شاہ ابوسعیدؒ ایک خط میں لکھتے ہیں:

''ایں حالت عجب حالت است۔ بسبب غلبہ کفار سکھ و مرہٹہ و جٹ بر بلاد مسلمین ونہیب اموال ایشاں وانتہاک حرمات ایشاں دل و جان آسائش را فراموش نمودہ۔ چنانچہ فقیر مع قبائل بہ مراد آباد انتقال نمودہ است و تمام میان دوآب زیر و زبر بہ نعال فرسان ایں بدکیشاں شد۔'' (ماثر الابرار قلمی)

یہ حالت بھی عجیب ہے کہ کافر سکھوں، مرہٹوں اور جاٹوں نے مسلمانوں کے شہروں پر غلبہ پالیا ہے۔ ان کے مالوں کو لوٹنے اور ان کو بے عزت و بے آبرو کرتے رہنے کی وجہ سے آرام و آسائش خواب و خیال ہو گئے۔ چنانچہ فقیر اپنے متعلقین کے ساتھ مراد آباد منتقل ہو گیا اور دوآبے کا سارا علاقہ ان مفسدوں کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے زیرو زبر ہو رہا ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں اپنے ایک

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ



ایک روز صبح کے وقت قریش انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں نیند سے بیدار ہوئے۔ مکہ کے گلی کوچوں میں یہ خبر عام پھیل چکی تھی کہ رات کی تاریکی میں چھپتے ہوئے حضرت محمد ﷺ مکہ کو چھوڑ کر کہیں چلے گئے ہیں۔ سردارانِ قریش نے اس خبر کو صحیح نہیں مانا۔ وہ نبی اکرم ﷺ کو بنو ہاشم کے گھروں میں تلاش کرنے لگے اور آپؐ کے ساتھیوں کے گھروں میں تلاش کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچے، دستک دی تو آپ کی بیٹی اسماءؓ گھر سے باہر آئی۔

ابوجہل نے ان سے پوچھا: بیٹی! تیرا ابو کہاں ہے؟

اس نے کہا: میں نہیں جانتی کہ وہ اب کہاں ہے۔

ابوجہل نے اس کے منہ پر ایک ایسا زور دار طمانچہ رسید کیا جس سے اس کے کان کی بالی زمین پر گر گئی۔

جب سردارانِ قریش کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ (محمد ﷺ) مکہ کو چھوڑ گئے ہیں تو وہ بہت غضبناک ہو گئے۔ کھوجیوں کو اپنے ہمراہ لیا اور آپ کی تلاش میں نکل پڑے۔ جب تلاش کرتے کرتے وہ غارِ ثور پر پہنچے تو کھوجیوں نے کہا:

خدا کی قسم! آپ کے مطلوب صاحب کا کھرا اس سے آگے نہیں جاتا۔ وہ اپنے اندازے میں غلط نہ تھے۔ حقیقت یہی تھی جس کا انہوں نے قریش کے سامنے اظہار کر دیا تھا۔ بلاشبہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھ حضرت صدیق اکبرؓ اسی غار میں تھے، قریش غار کے منہ پر کھڑے تھے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بچشم خود غار کے باہر قوم کے قدموں کی حرکت دیکھی تو آنکھوں سے بے اختیار آنسو چھلک پڑے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف محبت وشفقت بھری نگاہوں سے دیکھا تو صدیق اکبرؓ نے تسلی دیتے ہوئے عرض کی: خدا کی قسم! میں اپنے لیے نہیں روتا۔

یا رسول اللہ ﷺ! مجھے تو یہ خطرہ ہے کہ کہیں آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ رسول کریم ﷺ نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ اے ابوبکر! گھبرایئے نہیں، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبرؓ کے دل پر تسکین نازل کی، قوم کے قدموں کی طرف دیکھنے لگے پھر عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کوئی بھی اپنے نقوش قدم کی طرف دیکھ لے تو وہ ہمیں بھی دیکھ لے گا، اس وقت ہم ان کی نظروں کی زد میں ہیں۔

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر! ان دو اشخاص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جن کا تیسرا خدا ہو؟ اسی وقت آپ دونوں نے یہ بات بھی سنی کہ ایک قریشی اپنی قوم سے کہہ رہا تھا: آؤ غار کے اندر جا کر دیکھتے ہیں۔ امیہ بن خلف نے اسے مذاق کرتے ہوئے کہا: ارے اندھے! تم یہ مکڑی کا جالا نہیں دیکھ رہے جو اس نے غار کے منہ پر بُن رکھا ہے؟

خدا کی قسم! مجھے یہ جالا تو (محمد ﷺ) کی پیدائش سے بھی پہلے کا لگتا ہے۔ البتہ ابوجہل نے کہا: لات وعزیٰ کی قسم! مجھے تو یوں لگتا ہے کہ وہ ہمارے بالکل کہیں قریب ہی ہیں، لیکن اس نے ہماری آنکھوں پر جادو کر دیا ہے۔

قریش ہر صورت حضرت محمد ﷺ کو قابو کرنا چاہتے تھے، انہوں نے ان سب قبائل میں یہ اعلان کروا دیا جو مکہ اور مدینہ کے راستے کے دونوں طرف رہائش پذیر تھے کہ جو بھی محمد (ﷺ) کو زندہ یا مردہ حالت میں ہمارے پاس لائے گا ہم اسے ایک سو عمدہ نسل کے اونٹ بطور انعام دیں گے۔

سراقہ بن مالک مکہ کے قریب 'قدید' جگہ میں ایک مجلس میں تھا کہ قریش کا ایک قاصد ان کے پاس آیا اور انہیں قریش کی جانب سے بھاری انعام کی اطلاع دی۔ جب انعام میں سو اونٹ ملنے کا سنا تو سراقہ کے منہ میں پانی بھر آیا اور لالچ نے دل کو جکڑ لیا۔ لیکن اس نے اپنے اوپر بڑا ضبط کیا۔ ایک بات بھی اپنے منہ سے نہ نکالی کہ کہیں بھاری بھر کم انعام کا سن کر دوسروں کے دل بھی للچانے نہ لگ جائیں۔ سراقہ ابھی مجلس سے اٹھنے والے تھے کہ ایک شخص نے آ کر اطلاع دی۔ بخدا! ابھی ابھی میرے پاس سے تین اشخاص گزرے، میرے خیال میں ان میں ایک محمدؐ، دوسرا ابوبکرؓ اور تیسرا ان کو راستہ دکھلانے والا ہے۔

سراقہ نے اس کی بات سن کر کہا: وہ تو فلاں قبیلے کے لوگ ہیں جو اپنی گمشدہ اونٹنی تلاش کر رہے ہیں۔ اس شخص نے کہا کہ شاید ایسے ہی ہو......

سراقہ تھوڑی دیر مجلس میں رہا، اہل مجلس جب کسی دوسری بات میں مصروف ہو گئے تو یہ چپکے سے وہاں سے کھسک گیا تا کہ اہل مجلس میں سے کسی کو پتہ نہ چلے۔ سیدھا اپنے گھر پہنچا اور لونڈی سے راز دانہ انداز میں کہا کہ وہ میری گھوڑی تیار کر کے لوگوں کی نگاہوں سے چھپاتے ہوئے مکہ سے باہر لے آئے۔ اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ ہتھیار لے کر گھروں کے پیچھے سے اس طرح نکلے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے اور ہتھیار گھوڑی کے پاس رکھ جائے۔

سراقہ نے اپنی درع پہنی، ہتھیار گلے میں لٹکائے، گھوڑی پر زین باندھی اور سوار ہو کر اسے سرپٹ دوڑا دیا تا کہ وہ سب سے پہلے محمد ﷺ کو پکڑنے میں کامیاب ہو سکے اور اس طرح وہ قریش کے انعام کا مستحق بن سکے۔

سراقہ بن مالک اپنی قوم کے چند ممتاز شاہ سواروں میں سے ایک تھا۔ دراز قد، گٹھے جسم، ماہر کھوجی اور راستے کی تکالیف پر صبر کرنے والا تھا۔ ان صفات کے ساتھ ساتھ وہ ایک عقلمند شاعر تھا اور اس کی گھوڑی بھی بڑی اصیل تھی۔

سراقہ بڑی تیزی سے مسافت طے کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے، ابھی تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ یکدم گھوڑی لڑکھڑائی اور یہ آنِ واحد میں زمین پر گر گئے۔ انہوں نے اسے اپنے لیے اچھا شگون نہ سمجھا اور کہنے لگے ارے! یہ کیا ہو گیا؟ ارے گھوڑی تیرا بیڑا غرق......!

گھوڑی تیزی سے اٹھی اور سرپٹ دوڑنے لگی، تھوڑی دیر بعد پھر دوبارہ لڑکھڑائی۔ اس دفعہ انہوں نے اور زیادہ اپنے لیے برا شگون تصور کیا۔ اس دفعہ واپس لوٹ جانے کا ارادہ بھی کر لیا لیکن سو اونٹ کے لالچ نے واپس جانے کے ارادے سے روک دیا۔

جس جگہ سراقہ کی گھوڑی لڑکھڑا کر گری تھی وہاں سے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صاف دکھائی دے رہے تھے، انہیں نشانہ بنانے کے لیے کمان ہاتھ میں لی، تیر چلانے لگا تو ہاتھ شل ہوگیا...... گھوڑی زمین میں دھنسنے لگی اور وہاں سے زہریلا دھواں آسمان کی طرف بلند ہوگیا جس سے اس کی اور گھوڑی کی آنکھیں بند ہونے لگیں...... گھوڑی کو ایڑی لگائی تو وہ زمین میں دھنس گئی اور اس کے پاؤں زمین میں اس طرح پیوست ہوئے جیسا کہ ان میں کیل ٹھونک دیئے گئے ہوں۔ اس نے رسول خدا ﷺ اور صدیق اکبر کی طرف دیکھا اور گریہ وزاری کرتے ہوئے عرض کی کہ تم دونوں اپنے رب سے میرے لیے دُعا کرو کہ وہ میری گھوڑی کو نجات دے دے اور اس کی ٹانگوں کو زمین کی گرفت سے آزاد کردے۔ میں آپ دونوں سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کا پیچھا چھوڑ دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دُعا کی، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کی گھوڑی کی ٹانگوں کو زمین کی گرفت سے آزاد کر دیا۔ آزادی ملنے سے تھوڑی ہی دیر بعد پھر دل میں لالچ پیدا ہوا اور رسول اکرم ﷺ کے تعاقب میں گھوڑی کو ایڑی لگا دی، اس دفعہ گھوڑی پہلے سے بھی زیادہ زمین میں دھنس گئی...... سراقہ نے فریادی بن کر عرض کی: میرا زادِراہ، ساز وسامان اور ہتھیار لے لو اور میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر آپ دونوں سے یہ عہد بھی کرتا ہوں کہ راستے میں آپ کے تعاقب میں جو بھی آرہا ہوگا میں اسے واپس لوٹا دوں گا...... دونوں نے ارشاد فرمایا: ہمیں تیرے زادِراہ اور ساز وسامان کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں البتہ لوگوں کو واپس لوٹا ئیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے دعا کی تو اس کی گھوڑی آزاد ہوگئی۔ جب سراقہ واپس لوٹنے لگا تو دور سے آواز دی اور عرض کیا: اجازت ہو تو میں آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں کوئی ایسی حرکت نہیں کروں گا جو آپ کو ناپسند ہو۔ پوچھا کیا بات ہے؟

عرض کی: یا محمد ﷺ، خدا کی قسم! آپ کا دین غالب آکر رہے گا۔ آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ جب میں آپ کی ریاست میں آؤں تو آپ میری عزت کریں گے اور یہ وعدہ مجھے لکھ دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے ایک ہڈی پر یہ عہد لکھ کر اس کے حوالے کر دیا...... جب وہ واپس لوٹنے لگا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سراقہ! جب تم کسریٰ کے کنگن پہنو گے تو تمہیں کیسا لگے گا؟ سراقہ نے حیران وششدر ہو کر پوچھا: کسریٰ بن ہرمز کے کنگن......؟

آپ نے فرمایا: ہاں ہاں! کسریٰ بن ہرمز کے کنگن۔

سراقہ واپس لوٹا، راستے میں اسے کچھ لوگ ملے جو رسول اکرم ﷺ کو تلاش کر رہے تھے۔ سراقہ نے ان سے کہا: لوگو! واپس اپنے گھروں کو چلے جاؤ میں نے تلاش میں زمین کا چپہ چپہ چھان مارا، پاؤں کے نقوش کے بارے میں تم میری مہارت کو بھی جانتے ہو، مجھے ان کا کہیں کھوج نہیں ملا۔ لہٰذا تم اپنا وقت ضائع نہ کرو، میری مانو اور واپس چلے جاؤ۔ رسول اللہ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کو دل میں چھپائے رکھا۔ یہاں تک کہ اسے یقین ہوگیا کہ اب دونوں مدینہ منورہ پہنچ گئے ہوں گے اور قریشی دشمنوں کی دستبرد سے باہر ہیں تو سراقہ نے یہ راز افشا کر دیا، جب ابوجہل کو نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات اور عہد و پیمان کا پتہ چلا تو اسے بزدلی، ذلت، کمینگی اور سنہری موقعہ ضائع کرنے کا طعنہ دیا۔

سراقہ نے ابوجہل کی ملامت کا جواب اشعار میں دیا جن کا مفہوم یہ ہے ''ابوحکم، خدا کی قسم! جب میری گھوڑی کی ٹانگیں زمین میں دھنسی تھیں تم اگر اس حالت کو دیکھ لیتے تو تجھے یقین ہو جاتا اور اس میں کوئی شک نہ رہتا کہ محمد ﷺ سچے رسول ہیں۔ بھلا ان کا کون مقابلہ کرسکتا ہے؟

حالات نے پلٹا کھایا اور گردشِ ایام نے یہ موقعہ فراہم بھی کر دیا۔ وہ محمد ﷺ جو رات کی تاریکی میں اپنے دشمنوں سے چھپتے ہوئے نہایت کسمپرسی کے عالم میں مکہ سے نکلے تھے آج شاہانہ انداز کے ساتھ ہزاروں سفید تلواروں اور گندمی نیزوں کے جلو میں سردار اور فاتح کے حیثیت میں مکہ میں داخل ہوئے۔

وہ سردارانِ قریش جنہوں نے تکبر ونخوت کے ساتھ سرزمین عرب میں تہلکہ مچا رکھا تھا آج رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ جاں بخشی کی بھیک مانگتے ہوئے عرض پرداز ہیں۔

حضور! امید ہے آپ کے اخلاق حسنہ کے پیش نظر آج آپ ہم سے اچھا برتاؤ کریں گے۔ نبی اکرم ﷺ انبیاء علیہم السلام کی سی فیاضی برتتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ جاؤ تم آزاد ہو..........!

سراقہ بن مالک نے اپنی سواری تیار کی اور رسولِ خدا ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری کے لیے چل دیا تا کہ آپ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرے اور دس سال پہلے جو تحریری پروانہ اس کے پاس موجود تھا وہ پیش کر کے امان حاصل کر سکے۔

سراقہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت جعرانہ میں ایک انصاری لشکر کے جھرمٹ میں تشریف فرما تھے۔ مجھے دیکھ کر انصاری اپنے نیزوں سے مجھے کچوکے لگانے لگے اور کہنے لگے: دور ہٹ جاؤ، تم یہاں کیا لینے آئے ہو؟ میں صفوں کو چیرتا ہوا رسول اقدس ﷺ کے قریب پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ آپ اپنی اونٹنی پر سوار تھے، میں نے تحریری پروانہ دکھلاتے ہوئے عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں سراقہ بن مالک ہوں۔ یہ آپ کا میرے ساتھ تحریری معاہدہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سراقہ! میرے قریب آجاؤ، آج عہد و پیمان کے ایفاء کا دن ہے۔ میں آگے بڑھا اور آپ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا اور آپ کے حسن اخلاق اور ایفائے عہد سے شاد کام ہوا۔

سراقہ بن مالک کی رسول خدا ﷺ کے ساتھ ملاقات کو ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو اپنی جوارِ رحمت میں بلالیا۔ آپ کے وصال سے سراقہ غم واندوہ سے نڈھال ہوگئے اور وہ منظر ان کی آنکھوں کے سامنے گھوم گیا جب کہ یہ سو اونٹ کے لالچ میں حضور علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ لے کر تعاقب میں نکلے تھے، آج دنیا بھر کی عمدہ اونٹنیاں رسول اقدس ﷺ کے ناخن کے ایک ذرے برابر بھی حیثیت نہیں رکھتیں اور اپنے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا یہ جملہ بار بار دہرانے لگے: سراقہ! جب تم شاہِ ایران کے کنگن پہنو گے تو تجھے کیسا لگے گا؟ اب انہیں یقین ہو چکا تھا کہ شاہِ ایران کے کنگن یہ ضرور پہنیں گے۔

وقت تیزی کے ساتھ گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ سیدنا

علم اور علماء کی فضیلت

جناب مولانا حافظ محمد عبدالاعلیٰ درانی کا ماموں کانجن میں طلباء سے خطاب

حمد وثناء کے بعد!

سب سے پہلے تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ پہلے آپ اپنی حیثیت پہچانیں کیونکہ جب تک انسان اپنے مرتبہ ومقام کونہیں پہچانتا وہ کسی اور حقیقت کو بھی نہیں جان سکتا۔ آپ وہ ہیں جب گھر سے اللہ کی خاطر محض حصول علم کیلئے نکلتے ہیں تو فرشتے آپ کے پاؤں کے نیچے اپنے مقدس پر بچھاتے، سمندروں کی مچھلیاں استغفار کرتی اور چیونٹیاں اپنے بلوں میں آپ کیلئے دعائیں کرتی ہیں۔ کیونکہ آپ علم نبوت کے طالب علم ہیں جو نبوت کا ورثہ ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نحن معاشرالانبیاء لا نرث ولا نورث ماترکنا فھو صدقة

حق تعالی نے علم اور علماء ے دین کی جابجا فضیلت بیان فرمائی ہے۔ سورہ آل عمران میں فرمایا ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ﴾ "اللہ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے اپنے ساتھ فرشتوں اور پھر اہل علم کا ذکر فرمایا۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں علم کی فضیلت اور علماء کی عظمت کا ذکر ہے۔ اگر علماء سے زیادہ کوئی معزز ہوتا تو اس کا نام بھی فرشتوں کے ساتھ لیا جاتا۔ اسی طرح سورہ طٰہٰ میں اپنے نبی کو حکم دیا ﴿وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا﴾ کہ اپنے رب سے علم میں اضافہ کی دعا کرو۔ گویا علم اتنی اہمیت والی چیز ہے کہ جس میں اضافہ کیلئے مانگنے کا نبی کریم جیسی ہستی کو حکم دیا جارہا ہے۔ اگر اس سے زیادہ اہمیت والی کوئی چیز ہوتی تو اس کے مانگنے کا حکم بھی دیا جاتا۔ (قرطبی) سورہ عنکبوت میں فرمایا ﴿وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ﴾ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لیے بیان فرما رہے ہیں انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں۔ مزید ارشاد ہوا: ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ بلکہ یہ قرآن تو روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں' ہماری آیتوں کا منکر بجز ظالموں کے اور کوئی نہیں۔ سورہ فاطر میں فرمایا: ﴿اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا﴾ اہل علم نے کہا یہ آیت علماء کی شان بیان کرتی ہے اور اس امتیاز کو حاصل کرنے کیلئے اللہ سے تقوی اور خشیت ضروری ہے۔ یاد رکھو کہ علم محض جان لینے کا نام نہیں، خشیت وتقویٰ کا نام ہے۔ عالم وہ ہے جو رب سے تنہائی میں ڈرے اور اس میں رغبت رکھے اور اس کی ناراضگی سے بچے۔ سورہ زمر میں فرمایا: پوچھو بھلا علماء اور جہلاء برابر ہوسکتے ہیں؟ حالانکہ نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

فضیلت علم و علماء کا باب امام بخاریؒ نے کتاب العلم میں قائم کیا ہے۔ باب العلم قبل القول والعمل اس میں حضرت ابوھریرہؓ کی روایت ذکر کی" کہ جو کوئی حصول علم کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ (مسلم) حضرت صفوان بن عسال سے مرفوعا روایت ہے کہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے فرشتے پر بچھاتے ہیں تا کہ وہ راضی رہے اور حصول علم میں دل لگا کر مشغول رہے۔ (ترمذی) حضرت کثیر بن قیس کہتے ہیں کہ میں مسجد دمشق میں حضرت ابودرداء کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی مدینہ منورہ سے ایک حدیث رسولؐ جاننے کیلئے آیا۔ حضرت ابودرداء نے اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جو علم دین کیلئے نکلتا ہے اللہ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔ بے شک فرشتے طالب دین کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے اور ارض وسماء کی ساری مخلوق حتی کہ سمندروں کی مچھلیاں گہرے پانیوں میں ان کیلئے استغفار کرتی ہیں۔ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی سارے ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ یادرکھو کہ انبیاء کا ورثہ درہم ودینار نہیں ہوتا بلکہ علم دین ہوتا ہے جو جتنا زیادہ حاصل کرے گا اتنی ہی فضیلت حاصل کر سکے گا۔ (ابو داود کتاب العلم)

دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عالم کی عابد پر فضیلت اتنی ہے جتنی میری فضیلت تم میں سے عام مسلمان پر ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اس کے فرشتے اور ارض وسماء کی ساری مخلوق، حتی کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں معلم خیر کیلئے دعائے رحمت بھیجتی ہیں۔ (ترمذی وابو داود)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں اور بے شک میں علم بانٹنے والا ہوں اور اللہ مجھے عطا فرمانے والے ہیں۔ یہ امت ہمیشہ خیر پر رہے گی' انہیں خوار کرنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ اللہ کا فیصلہ آجائے۔ (بخاری)

یہ ساری فضیلتیں اس وجہ سے ہیں کہ علماء کی وجہ سے لوگ ہدایت پاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے یوم خیبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو جھنڈا دیتے ہوئے وصیت کی تھی کہ جنگ کرنے سے پہلے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دو، اگر ایک آدمی کو بھی راہ ہدایت مل گئی تو یہ سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ قیمتی متاع ہوگی۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے لوگوں کو ہدایت کی طرف بلایا تو اس پر چلنے والوں کا اجر بھی اسے ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہ کی جائیگی۔ اللہ اپنے فضل اور اپنے خزانے سے ان سب کو الگ الگ بدلہ دے گا۔ اسی طرح برائی کی طرف بلانے والوں پر اس کے پیروکاروں کے گناہوں کا وزن بھی ڈالا جائیگا، برائی کرنے والوں کے کھاتے سے نہیں بلکہ ان کیلئے الگ کھاتہ ہوگا۔ (مسلم عن ابی ہریرة)

اپنے بعد علم نافع چھوڑ نے کی فضیلت

علم دنیا اور آخرت دونوں میں باعث رحمت و برکت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: موت کے ساتھ اعمال کا دفتر لپٹ جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے۔ فائدہ مند علم، صدقہ جاریہ اور نیک صالح اولاد (مسلم) جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: لوگو! ہمیں پرندوں کی

بولی سکھائی گئی اور ضرورت کی ہر چیز مہیا فرمائی گئی یہ اس کا کھلا احسان ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ علم ہمیشہ قابل صد افتخار سمجھا گیا ہے اور اس نعمت عظمیٰ پر ذات باری تعالیٰ کا شکر ادا کیا گیا ہے۔ وہ نعمت تھی علم کی۔ پرندوں کی بولیوں کا علم۔

حضرت احمد صالح مصری فرماتے ہیں: علم کثرت روایات کا نام نہیں بلکہ علم نام ہے اس سے واقفیت حاصل کرنے کا جس کی تابعداری فرض ہے یعنی کتاب وسنت اور صحابہ کرام۔ علماء کی تین قسمیں ہیں عالم باللہ، عالم بامر اللہ اور عالم باللہ وبامراللہ۔ حقیقی عالم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو اور حدود وفرائض کو جانتا ہو۔

کوتاہیوں کی نشاندہی

☆ ہم نے اب تک دوسروں کی کوتاہیاں ہی دیکھی ہیں خوبیاں نہیں، اسی لیے ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ تبلیغی کام کو موثر بنانا ہے تو نفس کو مارنا پڑے گا۔ شہرت اور ناموری کی خواہش سانپ کی طرح ہے جو سوائے زہر چھوڑنے کے کوئی فائدہ نہیں دیتی۔

☆ بعض علماء عوام کو عشق وعقیدت کے نام سے بے وقوف بناتے ہیں۔ عقیدت رسول کے نام پر ان کا استحصال Exploit کرتے ہیں۔ حیرت ہے کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے سچے فدائی وشیدائی ہیں وہ غیر مقبول بنا دیے گئے۔ اہل حدیث، سنت رسول اللہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ عبادات میں، شادی بیاہ میں اور دنیوی و دینی معاملات میں۔ ان کے بچے نمازی ہوتے ہیں۔ پوری ڈاڑھیاں رکھتے ہیں۔ شادی بیاہ میں بے جا رسومات نہیں ادا کرتے۔ ان کے خطبات میں وہی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان کی نمازیں سنت سے مزین ہوتی ہیں لیکن پھر بھی ترقی بہت کم ہے کیوں؟ اس کا مطلب ہے کہ کہیں کوئی خامی ہے۔ دعوت کے انداز میں۔ ان خامیوں کو سمجھو، مانو اور پھر دور کرو۔

احترام علماء

ادب واحترام انسانی ذہن کے رویے کی عکاسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تقوی القلوب کیلئے پیمانہ ادب ہی کو قرار دیا ہے ﴿**ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب**﴾ حق تعالیٰ کا ادب سب پر مقدم ہے اور نبیوں کا ادب اس لیے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔ کتب سماویہ کا ادب کہ ان کی نسبت بھی اسی کی طرف ہے۔ علماء دین کا ادب کیونکہ وہ علم الٰہی کے وارث ہیں۔ ضروری نہیں کہ جو فوت ہو چکے ہوں بس انہی کا احترام سمجھا جائے۔ زندہ علماء کا بھی غایت درجہ اکرام کیا کرو۔ یہ اکرام مسلم اور اکرام علم کے زمرے میں آتا ہے۔ ایک دفعہ حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری رحمہ اللہ نے مولانا حنیف یزدانیؒ کو کسی کتاب کے چھاپنے پر بڑا زچ کیا لیکن وہ قطعاً بے مزہ نہ ہوئے۔ میں نے مولانا یزدانی مرحوم کی دلجوئی کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے بڑا خوبصورت جواب دیا کہ یہ ان کا حق تھا۔ یہ ہمارے قابل احترام علماء میں سے ہیں۔ انہی کی وجہ سے آج ہم راہ حق پر قائم ہیں۔ اسی طرح مولانا یزدانی مرحوم اس بات پر بہت زور دیا کرتے تھے کہ اپنے مرحوم اسلاف کا نام ادب سے لیا کرو۔ یہ وہی ہیں جن کی جدوجہد کے کارن آج ہم توحید وسنت سے آشنا ہیں اور اس راستے کے مسافر۔

قرآن کا ادب کہ وہ کلام الٰہی ہے۔ اسے سب سے اونچی جگہ پہ رکھو، قرآن کے اوپر کوئی کتاب خواہ وہ تفسیر کی ہو یا حدیث کی، نہ رکھی جائے۔ کیونکہ وہ کلام الٰہی ہے، جیسے حق تعالیٰ سب سے اونچا ہے اسی طرح اس کا کلام بھی سب سے اونچا ہے۔ اسی طرح حافظ قرآن کا ادب ضروری ہے۔ اس سینے پر انشاء اللہ جہنم کی آگ حرام ہے جس میں قرآن محفوظ ہوگا۔ حافظ قرآن کی سفارش روز محشر مقبول ہوگی۔

امام کا ادب جب تک وہ مصلے پر کھڑا نہ ہو جائے نمازیوں کو صف بنانا ممنوع ہے **لاتقوموا حتی ترونی**۔ اگر وہ اپنے گھر میں مصروف ہے تو اسے بدتمیزی سے آوازیں دینا جہالت ہے۔ سفید ریش کا احترام تو رب العالمین بھی کرتا ہے۔ ماں باپ کا ادب کرنے والا جنتی ہے۔ جو بڑوں کا احترام نہیں کرتا چھوٹوں پہ شفقت نہیں کرتا وہ دین اسلام سے بیگانہ ہے

☆ حضرت مولانا عبدالواحد غزنویؒ نے دینی کتابوں کی گٹھڑی کو تانگے کی سیٹ پر رکھا اور خود تانگے کے حوض میں بیٹھ گئے۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ انہی کی وجہ سے اللہ نے ہمیں عزت دی ہے ہم ان کا ادب کیوں نہ کریں۔

☆ دعوتی رویے میں تبدیلی ہونی چاہیئے۔ آپ کی تو دعوت ہی عظیم ہے۔ گرمی گفتار وکردار کی متقاضی ہے۔ اگر دعوت دینے کا انداز بھی گرم ہو تو جلن پیدا ہوتی ہے۔ ضرورت ہے ٹھنڈک اور محبت کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا آسانیاں تقسیم کیا کرو نفرتیں نہ بانٹو۔

☆ شیخ القرآن مولانا محمد حسین شیخوپوری علیہ الرحمۃ ولی کامل تھے۔ پوری تبلیغی زندگی میں انہوں نے تلخ لہجے میں تقریر نہیں کی۔ اس لیے ان کی تقریر کے دوران کبھی ہنگامہ نہیں ہوا۔ کبھی لاٹھی گولی نہیں چلی۔ کبھی ان کی زبان گالی میں ملوث نہیں ہوئی۔ انہوں نے گالی کا جواب گالی سے کبھی نہیں دیا، اس طرح کا ناہموار لہجہ اپنانے کی انہیں ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔ بلکہ مخالفین کی بات کو انہی پر ایسے حکیمانہ طریقے سے پلٹ دیا کرتے تھے کہ جواب بھی ہو جاتا اور زبان کا ذائقہ بھی نہ بدلتا تھا۔

☆ ہندوستان کا ایک مشہور شاعر جس کی شہرت سن کر ایران سے ایک آدمی ہند پہنچا اس کا پتہ پوچھ کر جب وہاں آیا تو وہ ڈاڑھی مونڈھ رہا تھا اس نے تعجب سے کہا کہ تو ڈاڑھی منڈاتا ہے۔ اس نے کہا اپنے ہی بال تراشتا ہوں کسی کا دل تو نہیں چیرتا۔'' ایران سے آنے والے نے کہا ''بلے ولیکن دل مصطفیٰ را مے تراشی'' (کسی کا دل تو زخمی نہیں کرتے لیکن دل مصطفیٰ پہ تو استرا چلاتے ہو)۔

☆ ہمیں دعاؤں کا بہت اہتمام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ دعا ہی عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔

ذکر الٰہی بڑا موثر ہتھیار ہے۔ ذکر وفکر کی عادت بناؤ۔ ہر وقت دوسروں پر تنقید کرنے کی علت نے ہمیں خود بھی ذکر الٰہی سے غافل کر رکھا ہے۔ نماز فرض کے بعد تو ذکر الٰہی کا خصوصی حکم ہے ہم نے اسے جھگڑے کا موقع بنا رکھا ہے۔ دوستو! ذکر الٰہی کو اپنا معمول بناؤ اور جھگڑوں سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

☆ ہر وقت تنقید کرتے رہنا بری بات ہے۔ خاص ضرورت کے بغیر تنقید سے پرہیز کرو۔ اس سے نفرت پھیلتی ہے محبت نہیں۔ ☆ خود احتسابی کی عادت ڈالو اس سے آدمی باوقار بن جاتا ہے۔

☆ یاد رکھو! نمازیوں کو علماء اور اماموں کی عزت وتوقیر کرنے کی تربیت کرو۔ انہیں بتاؤ کہ امام خود نہیں بنتا اسے اللہ کی طرف سے امام مقرر کیا جاتا ہے۔

باقی صفحہ 11 پر

تین ماہ بعد شائع ہوگیا)۔

ایک عالم دین کی حیثیت سے حافظ زبیر علی زئی کا مرتبہ ومقام بہت بلند تھا۔ فقہہ المذاہب الاربعہ میں ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ ان کے تحریر کردہ فتاوئ سے ان کے فقہ میں جامع الکمالات ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ حافظ صاحب علمی میدان میں ہی نہیں بلکہ تدریسی و تصنیفی میدان میں بھی ان کی خدمات نا قابل فراموش ہیں جن کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہ کر سکے گی۔ غالبًا ایسی ہی نادر روزگار شخصیات کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا ہے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حافظ زبیر علی زئی تحریر و تقریر کے میدان کے کامیاب شہسوار تھے۔ زبان وقلم میں بلا کی شگفتگی و دلاویزی تھی۔ آپ کی تقریروں میں علم و روحانیت، فکر و بصیرت اور ادب کی چاشنی نظر آتی تھی۔ ان کی ذات جامع صفات تھی۔ قرآن سے ان کا بہت زیادہ لگاؤ تھا۔ بڑے معاملہ فہم، دوربین، صلح پسند اور وضعدار تھے ۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

عادات واخلاق کے اعتبار سے حافظ زبیر علی زئی ارفع و اعلیٰ تھے۔ اتنے بڑے عالم دین اور مفتی ہونے کے باوجود مزاج میں رعونت، اکڑفوں، تعلّی، خودستائی اور شیخی نہیں تھی۔ محبت، اخوت، اخلاق، شرافت، دوستی، مروت، وضعداری، رواداری اور خوش اخلاقی ان کے کردار کے خاص اوصاف اور نمایاں جوہر تھے۔ حافظ صاحب بڑے حساس، ذہین وفطین اور شگفتہ مزاج تھے۔ نکتہ سنج، بذلہ سنج اور مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ ان کے تدبر و تفکر، معاملہ فہمی، شرافت نفسی، ذکاوتِ حس، اخلاص و صداقت، صبر و ضبط، استقلال و بسالت، عدالت و ثقاہت، مخالف و موافق سب تسلیم کرتے تھے۔ ان کی پوری زندگی زہد، قناعت، تقویٰ وطہارت، سادگی، خلوص، وفا، ایثار اور قربانی کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ ان کی وفات سے الحدیث میں جو خلا پیدا ہوا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ زبیر علی زئی کے انتقال سے پاکستان کے اہلحدیث ایک عظیم دینی، مذہبی رہنما اور بلند پایہ مورخ ومحقق، مصنف ومناظر اور صحافی سے محروم ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، ان کا داخلہ علیین میں کرے اور ان کی قبر پر باران رحمت فرمائے۔ کتاب وسنت کی دعوت وتبلیغ میں ان کا جو حصہ ہے، اس کا پورا اجر عطا کرے۔ مرحوم عالم باعمل تھے اور کتاب وسنت کے مخلص داعی تھے۔ اللھم اغفرلہٗ وارحمہٗ ومثقامتہ الجنۃ الفردوس۔

ناظم اعلیٰ حضرت ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ایم این اے کا اعزاز

ملکی اخبارات اور جماعتی جریدہ ''اہلحدیث'' میں یہ خبر پڑھ کر مسرت ہوئی کہ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت حافظ ڈاکٹر عبدالکریم حفظہ اللہ ایم این اے، قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے مذہبی امور کے متفقہ طور پر چیئرمین منتخب ہوئے ہیں۔ قبل ازیں امیر محترم جناب پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ سینٹ کی مذہبی امور کمیٹی کے چیئرمین رہے ہیں۔ اسی طرح قومی اسمبلی کی اسی کمیٹی کے چیئرمین حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ رہے ہیں۔ دونوں حضرات نے اپنے اپنے دورانیہ میں اس منصب کے تقاضوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا ہے جس سے جماعتی وقار میں اضافہ ہوا ہے مگر حضرت حافظ صاحب کا یہ اعزاز ملک کے موجودہ کشیدہ حالات کے تناظر میں ان شاء اللہ بیحد مفید اور بہتر نتائج کا حامل ہوگا کیونکہ حافظ صاحب موصوف کے مملکت سعودی عرب کے ذمہ داران اور حکام بالا سے جو اعلیٰ سطحی تعلقات و مراسم ہیں انہیں وہ استعمال میں لا کر دونوں ملکوں کے مابین اسلامی اخوت کے رشتہ کو مزید مستحکم ومضبوط کرنے میں خوبصورت کردار ادا کریں گے۔

سینٹ یا قومی اسمبلی کی ان کمیٹیوں کی اس لحاظ سے بڑی وقعت ہوتی ہے کہ ان میں متعلقہ وزارتوں کے جملہ امور، اخراجات اور معاملات زیر بحث لائے جاتے ہیں۔ وزراء بھی ان کمیٹیوں کے آگے جوابدہ ہوتے ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے حاجیوں کے مسائل و مشکلات کے سلسلہ میں ملک کی جو رسوائی ہوئی ہے اور کرپشن و بے اعتدالیوں کے گھمبیر واقعات سامنے آئے ہیں ان کی اصلاح و درستگی کے لئے حضرت حافظ صاحب اپنی خداداد صلاحیتوں اور فہم و فراست کو بخوبی بروئے کار لائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ہم انہیں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

دعا گو:۔ (مولانا) محمد یوسف انور، فیصل آباد

توجہ فرمائیں

اہل حدیث یوتھ فورس کے جملہ ذمہ داران و کارکنان توجہ فرمائیں کہ تنظیمی شناخت اور تمام تر جماعتی مراعات کیلئے تنظیمی رجسٹریشن (رکنیت) فارم پر کر کے کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کارڈ بنوانا لازمی ہے۔ اہلحدیث یوتھ فورس پاکستان کی مرکزی کابینہ، مرکزی مجلس شوریٰ، صوبائی ذمہ داران، ضلعی، شہری اور تحصیلی صدور وسیکرٹری صاحبان کو کمپیوٹرائزڈ رجسٹریشن کارڈ مرکزی صدر جاری کرے گا۔ جبکہ دیگر ضلعی، شہری اور تحصیلی ذمہ داران اور کارکنان کو رجسٹریشن کارڈ اضلاع اور شہروں کے صدر صاحبان اپنے دستخطوں کے ساتھ خود ہی جاری کریں۔ لیکن پورے ملک میں کارڈ کا کلر اور ڈیزائن مرکز کی طرف سے جاری کردہ ایک ہی ہوگا جو انٹرنیٹ پر موجود ہے۔ ضلعی وشہری صدور صاحبان ڈاؤن لوڈ کر کے اپنے علاقے کے ذمہ داران اور کارکنان کو کارڈ جاری کر سکتے ہیں۔

(1) سالانہ رجسٹریشن فیس صرف -/300 روپے

(2) رجسٹریشن (رکنیت) اور کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے حصول میں کسی مشکل یا راہنمائی کیلئے الیکشن بورڈ سے رابطہ کریں۔

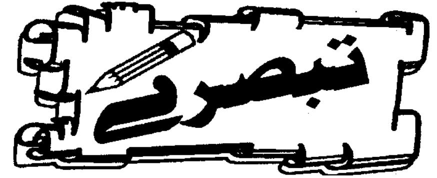
(3) کسی بھی جگہ پہ پسند اور ناپسند کی بنا پر کسی شخص کو رکن بنانے یا نہ بنانے کی شکایت کی صورت میں مرکزی صدر رجسٹریشن منسوخ اور جاری کرنے کا مجاز ہے۔

(4) اضلاع اور شہر اپنے حلقے کا مخصوص کوڈ الیکشن بورڈ سے معلوم کر لیں۔ رجسٹریشن (رکنیت) اور جاری کردہ رجسٹریشن کارڈ کا مکمل ریکارڈ اپنے پاس ضرور محفوظ کریں۔

(5) رجسٹریشن کارڈ کی فائنل ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل آئی پی ایڈریس کے ساتھ اپنے لنک اوپن Browser میں ڈائریکٹر کھولیں FTP://125.209.77.130:22 والسلام

نعمت اللہ ظفر (چیئرمین)

الیکشن بورڈ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان 106 راوی روڈ لاہور 0300-6209465



ماہنامہ ضیائے حدیث

دارالسلام دینی کتابوں کی پرنٹنگ و پبلشنگ کا حامل عالمی ادارہ ہے۔اس کی شائع کردہ کتابیں تحقیق وطباعت کے اعلیٰ معیار کی حامل ہیں اور یورپ وامریکہ سمیت دنیا بھر میں انتہائی دلچسپی کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔کتاب وسنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ دارالسلام اب تک ۳۹ عالمی زبانوں میں کتابیں اور قرآن مجید کے تراجم شائع کر چکا ہے۔اہل تحقیق دارالسلام کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ دارالسلام اس وقت اسلام کے احیاء اور نشر و اشاعت کی عالمی تحریک بن چکا ہے۔دارالسلام سے محبت کرنے والوں کا عرصہ سے محبت بھرا اصرار تھا کہ ایک ایسا میگزین شائع کیا جائے جو دارالسلام کے اعلیٰ معیار اور تحقیق کا آئینہ دار ہو چنانچہ اس مقصد کی خاطر ماہنامہ ضیائے حدیث کو دارالسلام کے پلیٹ فارم سے شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا۔اس میگزین کے بانی و چیف ایڈیٹر مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی رحمہ اللہ تھے۔اب اس میگزین کے ایڈیٹر محمد نعمان فاروقی ہیں جو مولانا حکیم محمد ادریس فاروقی کے فرزند اور دارالسلام کے ریسرچ فیلو ہیں۔جبکہ اس کے چیف ایڈیٹر عالمی شہرت کے حامل، مصنف کتب کثیرہ اور دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر عبدالمالک مجاہد ہیں۔ ماہنامہ ضیائے حدیث دینی، دنیوی، سائنسی، سماجی، معاشی اور طبی مسائل کا حسین امتزاج ہے۔ یہ تجلیات قرآن، انوار حدیث، اسلامی عقائد، دینی معلومات، اسلامی تہذیب و ثقافت، تاریخ اسلام، حالات حاضرہ، گوشۂ خواتین، بزم اطفال اور مسائل کا شرعی حل جیسے اہم موضوعات کا بھی احاطہ کرتا ہے۔علاوہ ازیں ماہنامہ ضیائے حدیث میں ہر ماہ ممتاز ماہرین تعلیم اور اہم شخصیات کے انٹرویوز بھی شائع کئے جاتے ہیں۔اب تک جن شخصیات کے انٹرویوز شائع ہو چکے ہیں ان میں پنجاب یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر ڈاکٹر رفیق احمد، پنجاب یونیورسٹی شعبہ عربی کے چیئرمین ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، خطابت وخطبات نبوی پر پی ایچ ڈی کی سعادت حاصل کرنے والے ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن، سرگودھا یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر محمد اکرم چودھری، کہوٹہ ایٹمی پلانٹ کے فاؤنڈر ڈائریکٹر ڈاکٹر سلطان بشیرالدین، جنرل (ر) حمید گل اور دیگر شخصیات شامل ہیں۔اب ماہنامہ ضیائے حدیث میں جید علماء کرام کے انٹرویوز بھی شروع کیے جارہے ہیں جس کی ابتداء عرب و عجم کے مایہ ناز عالم دین، مفتی، شیخ الحدیث مولانا حافظ ثناء اللہ خان مدنی کے مکالمہ سے کی جا رہی ہے۔ یہ حافظ صاحب کا کسی بھی اُردو مجلّہ کے لیے پہلا اور تفصیلی مکالمہ ہے جو نومبر کے شمارہ ''ضیائے حدیث'' میں شائع ہو رہا ہے۔ یہ مکالمہ حافظ صاحب کے حالات زندگی، واقعات، آثار اور خدمات پر مشتمل ہے جو علماء، طلباء، اساتذہ، مبلغین اور دین کے داعیوں کے لیے توشہ خاص ہے۔ اس کے علاوہ تازہ شمارہ میں ماہ محرم کے حوالے سے درج ذیل مضامین شامل ہیں: ماہ محرم کی شرعی حیثیت، ماہ محرم میں بدامنی کے اسباب، مصائب وآلام میں صبر کی توفیق کیسے میسر ہو؟ ضیائے حدیث کے ایڈیٹر محمد نعمان فاروقی کا مضمون ''امام مہدی منتظر'' بہت خوبصورت اور تحقیقی مضمون ہے جو امام مہدی کے تعارف، زمانہ ظہور، پیروکار اور حکمتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ ماہ نومبر کے دیگر مضامین بھی پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً: چیف ایڈیٹر ماہنامہ ضیائے حدیث عبدالمالک مجاہد کا مضمون نوجوانوں کی تربیت کا نبوی اسلوب، قمری سال کا تعارف اور احکام ومسائل، تہذیبوں کا تصادم.......... اصل حقائق کیا ہیں؟ خدارا اپنی بہنوں، بیٹیوں کو ڈیٹنگ سے بچایئے وغیرہ۔ ماہنامہ ضیائے حدیث لاہور اخبار مارکیٹ اور ملک بھر میں دارالسلام کی تمام برانچز پر دستیاب ہے۔ میگزین براہ راست حاصل کرنے کے لیے درج ذیل پتے پر بھی رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

دارالسلام 36 لوئر مال لاہور،فون نمبر: 042-37232400,
0300-7071823, 0313-7579034

بقیہ: مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

اجلاس میں مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا عبدالعلیم یزدانی، پروفیسر شیخ عتیق الرحمٰن، قاضی ریاض قدیر، پروفیسر نجیب اللہ طارق، فیصل افضل شیخ اور دیگر علماء نے خطاب کیا۔

شرکاء اجلاس:۔امیر محترم پروفیسر ساجد میر صاحب، مولانا عبدالمالک مجاہد، پروفیسر عبدالستار حامد، مولانا نعیم بٹ، مولانا عبدالعلیم یزدانی، ڈاکٹر عبدالغفور راشد، مولانا محمد یٰسین راہی، مولانا فضل الرحمٰن مدنی، مولانا عبداللہ نثار، حافظ عبدالحمید عامر، مولانا عبدالرشید حجازی، مولانا میاں محمود عباس، پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی، حافظ عبدالباسط شیخوپوری، مولانا محمد سلیمان آف حولیاں، حافظ رانا محمد خلیق خان پسروری، قاری محمد حنیف ربانی، مولانا محمد صادق عتیق، سید عبدالحنان شاہ، ڈاکٹر محمد حماد لکھوی، مولانا مبشر احمد مدنی، قاری عبدالمتین اصغر، سید خالد محمود ندیم شاہ، پروفیسر نجیب اللہ طارق، قاضی ریاض قدیر، مولانا محمد ارشد بیگم کوٹی، میاں راشد، ڈاکٹر ذاکر شاہ، پروفیسر عبدالرحمٰن شارق، مولانا ابوالاکرام سیف اللہ خالد، مولانا عبدالرزاق، رانا محمد نصراللہ خاں، حافظ محمد عمران عریف، حافظ عبدالمجید بٹ، مولانا عبداللہ یوسف، پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن، مولانا حافظ نعیم الحق، مولانا عرفان اللہ ثنائی، مولانا محمد رفیق سلفی کراچی، مولانا محمد حسن سموں، مولانا عبدالرحمٰن ثاقب، حافظ مسعود، محمد جمیل میر، شیخ عتیق الرحمٰن، مولانا اورنگزیب، مولانا محمد خاں محمدی سندھ، میاں عبدالغفار، سید عبدالغفار شاہ عتیق، حافظ عبدالشکور شیخوپوری، سعید اختر کوبلی، طلحہ مجاہد و دیگر علماء کرام موجود تھے۔ حاجی نذیر احمد انصاری، مفتی محمد اسلم ناگرہ، پروفیسر محمد ابراہیم طارق، قاری عبدالحفیظ فیصل آباد اور رانا محمد شفیق خاں پسروری بوجوہ تشریف نہ لا سکے۔ ●

پیغام ٹی وی کوٹلی لوہاراں میں آن ائیر

الحمدللہ! اسلامی چینل پیغام ٹی وی کوٹلی لوہاراں اور اس کے گردونواح کے دیہات میں آن ائیر ہوگیا ہے۔راقم الحروف تقریباً دو ماہ سے چینل آن ائیر کروانے کے لیے کوشش میں مصروف تھا۔اس سلسلہ میں کیبل انتظامیہ سے بات چیت کرکے اسے آن ائیر کروایا گیا۔اب کوٹلی لوہاراں مغربی ومشرقی اور گردونواح میں پیغام ٹی وی کی نشریات دیکھی جاسکتی ہیں۔

احباب جماعت سے گزارش ہے کہ اگر ان علاقوں میں کہیں پیغام ٹی وی کی نشریات نہ آ رہی ہوں تو اس نمبر پر رابطہ کریں۔شکریہ! 0302-2001716

منجانب:۔ڈاکٹر عبدالسمیع ناظم نشرواشاعت تحصیل سیالکوٹ

مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور کابینہ کا مشترکہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ اور کابینہ کا مشترکہ اجلاس 10 نومبر 2013ء بروز اتوار مرکزی سیکرٹریٹ 106 راوی روڈ لاہور میں 11:30 بجے قبل دوپہر امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز حافظ محمد عمران عریف کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد نے افتتاحی کلمات اور ایجنڈا کی تفصیل بتانے کے بعد پنجاب کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم مجلس عاملہ اور صوبائی کابینہ کا اجلاس ہر تین سے چار ماہ بعد منعقد کرتے ہیں اور ذمہ داران سے تبلیغی، تنظیمی، پیغام ٹی وی اور جلسوں کے حوالہ سے کارکردگی کی رپورٹ زبانی اور تحریری طور پر لیتے ہیں۔ بحمداللہ اکثر اضلاع کی کارکردگی بڑی حد تک بہتر ہے۔ جن اضلاع کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہم فون کے ذریعے وہاں کے ذمہ داران سے رابطہ کرتے ہیں اور جہاں کے ذمہ داران ملک سے باہر چلے گئے ہیں وہاں شوریٰ کے اجلاس بلا کر انتخابات کروائے، ان میں اٹک اور بہاولنگر کے اضلاع شامل ہیں۔ ڈویژنل سطح پر کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ سردی ختم ہوتے ہی خانیوال میں ڈویژنل کانفرنس ہوگی۔ راولپنڈی کے حالات کے پیش نظر وہاں کانفرنس نہ ہوسکی۔ شعبہ نشرواشاعت کے حوالہ سے لاہور اور چھانگا مانگا میں اجلاس ہوئے۔ وہاں سینئر صحافیوں کو بلایا گیا اور ان کو ضروری بریفنگ دی۔

امیر محترم نے فرمایا کہ کام کی کارکردگی صوبے ہی بتائیں اور صوبے آگے شہروں، تحصیل یا اضلاع کی سطح پر توجہ دیں۔ امیر محترم نے مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب کی مساعی جمیلہ پر ان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ کچھ لوگ خاص ہیں جو میری روزانہ کی دعاؤں میں شامل ہیں۔ صوبہ بلوچستان کے امیر مولانا ابوتراب علی محمد ان دنوں سعودی عرب میں ہیں۔ وہ بہترین انداز میں ہمارے ساتھ تعاون کررہے ہیں اور ان کی کارکردگی قابل تحسین ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن ثاقب نے سندھ کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث صوبہ سندھ کا اجلاس یکم ستمبر 2013ء کو منعقد ہوا۔ تمام اضلاع سے کارکردگی رپورٹ لی گئی۔ جو کافی حد تک حوصلہ افزا ہے۔ ٹنڈوالہ یار میں جماعت کا نظم قائم کردیا ہے۔ چند اضلاع میں جماعتی نظم نہیں اس کے لئے کوشش کررہے ہیں۔ امیر محترم نے اس سلسلہ میں تعاون کا یقین دلایا۔

مولانا فضل الرحمٰن مدنی امیر خیبرپی کے نے کہا کہ امن و امان کے اعتبار سے اس صوبہ کے حالات بہت مخدوش ہیں، اس کے باوجود ضلع ایبٹ آباد، مانسہرہ اور کوہاٹ میں اہلحدیث کانفرنسیں منعقد کیں۔ محترم مولانا محمد شریف چنگوانی نے یہاں چار پانچ اضلاع میں مساجد بنوائی ہیں۔ ہم ان کا اور امیر محترم کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ پچھلے دنوں محترم چنگوانی صاحب کو ٹریفک حادثہ پیش آیا، چنانچہ ان کی صحت کاملہ کے لئے دعاء خیر کی گئی۔ مولانا فضل الرحمٰن مدنی نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ فوج نے پشتو کے عالم دین افضل سواتی کو گرفتار کرلیا۔ ہم نے رابطہ کرکے ان کو رہائی دلائی۔ اسی طرح حاجی گل زمان کے قریبی عزیز کو بھی رہا کروایا۔ پشاور میں ہم نے تمام جماعتوں پر مشتمل مجلس شوریٰ بنائی ہے جس سے دینی کاموں میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ ہمارے صوبے میں مالیاتی نظام قائم نہیں رہ سکا۔ کابینہ کا اجلاس چار پانچ ماہ بعد ہوتا ہے۔

امیر محترم نے فرمایا کہ اپنے ناظم سے وہاں مخاصمت ختم کر دیں اور موافقت پیدا کریں۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اختلافات ختم ہونگے تو جماعتی حالات درست ہونگے۔ ڈاکٹر ذاکر شاہ ناظم اعلیٰ خیبرپی کے نے اپنی کارکردگی کے حوالہ سے کہا کہ ہم نے ڈی آئی جی اور پشاور میں کانفرنسیں اور دوسرے مقام پر تبلیغی پروگرام کروائے اور میڈیا سے بھی مسلسل رابطہ رکھا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہر شہر میں جماعت کا دفتر قائم ہو۔ کانفرنسیں مساجد کی بجائے پبلک مقامات پر ہونی چاہئیں اس کے اثرات زیادہ ہوتے ہیں۔

امیر محترم نے فرمایا کہ ہم سب اللہ کے دین کا کام کررہے ہیں جس سے مقصود اس کی رضا ہے۔ تنظیمی حوالہ سے جماعتوں کے ساتھ رابطہ بہت اہم ہے۔ مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب سے متعلق بات ہوئی ہے ان کی مصروفیات پہلے بھی تھیں اب مزید بڑھ گئی ہیں۔ ایک پیغام ٹی وی کے لئے دوسرا ایم این اے بنے' پھر مذہبی امور کی اسٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین بنے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو زیادہ ترقی دے۔ چیئرمین کو ایک دفتر اور سٹاف ملتا ہے۔ جماعتوں سے رابطے کی کمی محسوس کرتے ہوئے نعیم بٹ صاحب کو سینئر نائب ناظم اعلیٰ بنایا گیا۔ وہ بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ عطا فرمائے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث سعودی عرب کے امیر مولانا عبدالمالک مجاہد صاحب نے کہا کہ امیر محترم کا شکر گزار ہوں کہ یہاں بلا کر گفتگو کا موقعہ دیا۔ ریاض کی جماعت بہترین کام کررہی ہے۔ دارالسلام نے کوٹ عبدالمالک کے قریب قرآن مجید کے پرنٹنگ پریس کے لئے پانچ ایکڑ جگہ لی ہے۔ حالیہ پریس کو قرآن وسنت کی اشاعت کے لئے وقف کردیا ہے۔ امیر محترم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہر منصوبے میں کامیابی دے تاکہ دینی لٹریچر کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہو۔

مولانا نعیم بٹ صاحب نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ میں جو جماعتی مقاصد حاصل کرنا چاہتا تھا، وہ ابھی حاصل نہیں ہوسکے۔ بہت سے اضلاع میں گیا ہوں۔ جماعت کے لئے جس کام کی ضرورت ہے ان شاء اللہ وہ کام ضرور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے بہترین نتائج پیدا کرے گا۔ امیر محترم نے گوجرانوالہ کے حوالے سے فرمایا کہ مشتاق چیمہ صاحب نے ایک الگ تنظیم بنائی۔ ہم نے سابقہ نظم ختم کرکے پروفیسر محمد سعید کلیروی صاحب کو کہا کہ وہ باہمی مشاورت سے اپنی کابینہ بنائیں۔ چیمہ صاحب کی الگ تنظیم سے جو اثرات دوسرے اضلاع پر مرتب ہوئے وہ ختم ہوگئے ہیں۔ امیر محترم نے سیاسی صورت حال کے حوالہ سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ عوام کو موجودہ حکومت سے جو توقعات تھیں ان کا آغاز ابھی نہیں ہوا۔ امن وامان کے حوالہ سے کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ ڈرون حملے وقفے وقفے سے جاری ہیں۔ وزیراعظم نے امریکی صدر سے بات چیت بھی کی۔ محسود پر حملہ سے مذاکرات ختم ہوگئے ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کے سلسلہ میں کہا کہ جمعیت بلدیاتی انتخابات میں حصہ لے گی، ذیلی جمعیتیں کسی پارٹی کے ساتھ اشتراک سے مستثنیٰ ہونگی۔

حافظ ندیم صاحب نے پیغام چینل کے حوالہ سے کہا کہ اس کی کامیابی جماعت کی کامیابی ہے۔ تمام جماعتوں کا شکرگزار ہوں کہ وہاں اس چینل کو آن کیا اور مسلسل چل رہا ہے۔ جن مقامات پر آن نہیں ہوا جماعتوں کو اس کے لئے کوشش کرنی چاہیے۔ جماعت کی website پر کام ہورہا ہے، ڈیڑھ دو ماہ تک مکمل ہوجائے گی۔ جماعتیں اپنے اعلانات اور کارکردگی کی ویڈیوز بھیجیں اس کا ہم الگ ایڈریس دیں گے۔ ہمارے ساتھ آپ تعاون کریں۔ کیبل آپریٹرز کو بلا کر ان کے ساتھ میٹنگ کریں تاکہ بہتر انداز سے اپنا مقصد حاصل کرسکیں۔

امیر محترم نے رانا تنویر صاحب کی تجویز پر کہا کہ رکشہ پر فلیکس لگانے کیلئے اچھا ڈیزائن اور بہتر آئیڈیا ہونا چاہیے۔ آپ نے ختم نبوت کانفرنس ملتان کی کامیابی پر ذاکر الرحمٰن صدیقی، حافظ فیصل افضل شیخ اور ان کی ٹیم کو مبارک باد دی۔ علامہ زبیر احمد ظہیر نے کہا کہ سینئر علماء کی زبان بندی پر جماعت کی طرف سے مذمت ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے کہا کہ محرم کے حوالہ سے ہم نے تین مقامات کا وزٹ کیا ہے۔ مولانا محمد یٰسین راہی اور مولانا خالد محمود ندیم شاہ کے ہمراہ جماعت کی بھرپور نمائندگی کی ہے۔ حاجی عبدالرزاق صاحب ناظم مالیات نے مالیاتی امور کی مفصل رپورٹ پیش کی۔

باقی صفحہ 22 پر

یادِ رفتگاں

حافظ زبیر علی زئیؒ ...... ایک مثالی شخصیت

تحریر: جناب عبدالرشید عراقی

"موت العالم موت العالم"

ایک عالم کی موت گویا پورے عالم کی موت ہے۔

حافظ زبیر علی زئی کی وفات پر عربی کی مذکورہ مثل صادق آتی ہے۔ ۱۰ نومبر ۲۰۱۳ء بروز اتوار ایک بہت بڑی علمی و دینی شخصیت اس فانی دنیا سے دارالبقاء کی طرف کوچ کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آہ! کس طرح مرحوم لکھوں...... جو زندگی سے بھرپور تھا۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کی صلاح وفلاح، قرآن و حدیث نبوی ﷺ کی نشر واشاعت، شرک و بدعت کی تردید وتوبیخ اور ادیان باطلہ کا قلع قمع کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی تھی۔ حافظ صاحب عربی زبان پر وہی دسترس رکھتے تھے جو ایک اہل زبان رکھتا ہے۔ جس کا دل بھی مسلمان تھا، دماغ بھی، روح بھی اور فکر وتخیل بھی۔

کائنات نے اپنی بقاء کے لئے اشخاص کے سامنے کبھی ہاتھ نہیں پھیلائے مگر یہ حقیقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ جو انسان اس دنیا میں آیا ہے، اسے ایک دن اس دنیا کو چھوڑنا بھی ہے۔ مگر بعض شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ اُن کا دنیا سے چلے جانے کا دکھ ہوتا ہے لیکن ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ موت ان کے جسموں کو فنا کر دینے کی قدرت رکھتی ہے مگر ان کی عظمت اس کی دستبرد سے ہمیشہ محفوظ رہتی ہے۔

حافظ زبیر علی زئی کا شمار ان خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے۔ وہ ایک فرد نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک انجمن اور ایک تحریک تھے۔ اس لئے ان کی موت ایک فرد کی موت نہیں، بلکہ ایک ادارہ کی موت ہے۔

دینی غیرت وحمیت میں حافظ زبیر علی زئی ایک زندہ مثال تھے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ تقلید شخصی کے بہت زیادہ مخالف تھے اور اسکو کسی بھی صورت میں جواز کا درجہ نہیں دیتے تھے۔ حق گوئی و بیباکی ان کی امتیازی صفت تھی۔

حافظ صاحب مرحوم ومغفور جدید عربی پر ماہرانہ نظر رکھتے تھے۔ عربی کی نئی مطبوعات ان کے مطالعہ میں آتی تھیں۔ وہ جدید عربی رجحانات سے پوری طرح واقف تھے۔ عربی کے علاوہ فارسی اور اُردو میں بھی انہیں خاص ملکہ حاصل تھا۔ وہ عربی، فارسی اور اُردو کے بہترین انشاء پرداز تھے۔ ان کا طرز تحریر بڑا عالمانہ، باوقار اور متین وسنجیدہ تھا۔

قدرت کی طرف سے بڑے اچھے دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔ روشن فکر، دردمند دل اور سلجھا ہوا دماغ پایا تھا۔ ذہن وذکاوت کے ساتھ قوت حافظہ بھی قوی تھا۔ ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔ تاریخ و سیر اور اسماء الرجال پر گہری اور تنقیدی نظر رکھتے تھے۔ فقہ المذاہب الاربعہ پر بھی ان کا مطالعہ وسیع تھا۔ علمائے دیوبند کی کتابوں پر ان کی نظر وسیع تھی اور اُن کا تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیتے تھے۔

حافظ زبیر علی زئی قرآن مجید سے بہت زیادہ شغف رکھتے تھے، قرآن مجید کے بعد احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا درجہ رکھتے تھے اور اس پر پوری طرح پابند تھے۔ اقوال آئمہ کا بوقت ضرورت سہارا لیتے تھے۔

حافظ صاحب بحیثیت مصنف ایک کامیاب مصنف تھے۔ عربی سے اُردو میں ترجمہ کرنے کی انہیں خاص مہارت تھی۔ ان کا ترجمہ ایسا سلیس ہوتا تھا گویا یہ کتاب ان کی اپنی تصنیف ہے۔

حافظ صاحب اوقات کے بڑے منضبط تھے۔ وہ اصولی زندگی گزارنے کے عادی تھے۔ نظم وضبط کی طرف ان کی خاص توجہ ہوتی تھی اور نظم وضبط پر اتنا زور دیتے تھے کہ جیسے لوگوں کو مشین بنا دینا چاہتے ہوں۔ اگر وہ اپنے اوقات میں ضبط ونظم کا اتنا اہتمام نہ کرتے تو وہ قرآن و حدیث کی اتنی خدمت نہ کر سکتے۔

حافظ صاحب ایک کریم النفس اور شریف الطبع انسان تھے۔ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتے تھے۔ وہ بہت زیادہ خوددار بھی تھے۔ عفاف و استغناء کا دامن کبھی ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ طبیعت میں قناعت تھی، جاہ و ریاست کے طالب نہ تھے۔

حافظ زبیر علی مصلحین امت میں امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، شاہ ولی اللہ دہلوی، سید احمد شہید، مولانا شاہ اسمٰعیل شہید دہلوی اور امام محمد بن عبدالوہاب (رحمۃ اللہ علیہم) سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ اپنے شاگردوں اور ملنے والوں کو ان کے حالات و تصانیف پڑھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ حافظ صاحب کا انداز گفتگو بڑا عالمانہ ہوتا تھا۔ بڑے سادہ اور آسان الفاظ استعمال کرتے تھے۔ ان کی گفتگو ان کے تبحر علمی، وسعت معلومات اور ناقدانہ تبصرہ کی آئینہ دار ہوتی تھی۔

مجھے سن یاد نہیں رہتا، حافظ صاحب سے میری دو دفعہ ملاقات ہوئی تھی۔ پہلی ملاقات جامعہ علوم اثریہ جہلم کی تقریب صحیح بخاری کے موقع پر اور دوسری ملاقات امام بخاری یونیورسٹی سیالکوٹ کی سالانہ کانفرنس کے موقع پر۔ پہلی ملاقات پر راقم نے اپنا تعارف کرایا تو بڑی محبت سے مصافحہ کیا، بغلگیر ہوئے اور خریت دریافت کی۔ اس کے بعد ہم دونوں نے اکٹھے کھانا تناول کیا، کھانے کے بعد راقم سے فرمایا:

عراقی صاحب! آپ کے مضامین جماعتی رسائل و جرائد (الاعتصام، الحدیث، تنظیم اہلحدیث، صحیفہ اہلحدیث وغیرہ) میں نظر سے گزرتے ہیں تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ علمائے اہل حدیث کے حالات زندگی اور اُن کی علمی و دینی اور تصنیفی خدمات کا تذکرہ آپ جس انداز سے کرتے ہیں اسے پڑھ کر دلی مسرت ہوتی ہے۔ اسی ملاقات میں فرمایا کہ میرا خود ایک علمی وتحقیقی ماہنامہ نکالنے کا ارادہ ہے، اس رسالہ میں زیادہ تر مضامین دفاع حدیث سے متعلق ہوں گے اور اس کے علاوہ علمائے احناف خاص کر علمائے دیوبند کی تحریروں کا جواب اور تقلید شخصی کے بارے میں اُن کے موقف کا جواب دینا میرے مدنظر ہوگا۔ (تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ نے ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو سے جاری کر دیا۔)

سیالکوٹ کی ملاقات میں راقم نے ایک مضمون ''مولانا شمس الحق عظیم آبادی کی خدمت حدیث'' ماہنامہ الحدیث میں شائع کرنے کے لئے دیا (مضمون غالباً دو

حلالہ کی چھری اور مسلمان بیٹیوں کی عصمت



جناب شفیق الرحمٰن شاہین
اولڈھم

اسلام کے طریقہ طلاق میں مسلم مرد کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ تین طلاقیں اس طریقہ سے دے کہ حالت طہر میں ایک طلاق دے اور بیوی کو اسی حالت میں چھوڑ دے یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے۔ اگر خاوند دوران عدت اسے رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن اگر وہ رجوع نہ کرے اور عدت ختم ہو جائے تو پھر وہ نئے نکاح کے ساتھ اس کو واپس لا سکتا ہے۔ اگر شوہر ضرورت نہ سمجھے تو عورت کسی اور مرد کے ساتھ نکاح کرنے کی مجاز ہے اور اگر پہلی طلاق کے بعد شوہر نے اسے دوبارہ زوجیت میں لے لیا اور پھر دونوں کے درمیان تعلقات کشیدہ ہو گئے اور صلح صفائی کی کوئی صورت پیدا نہ ہوئی تو وہ دوسری مرتبہ طلاق دے سکتا ہے۔ اس دوسری طلاق کے بعد عدت کے اندر شوہر کو رجوع کا حق حاصل ہوگا اور عدت گزرنے کے بعد اگر رکھنا چاہے تو تجدید نکاح ہوگا۔ لیکن اگر تیسری طلاق بھی دے دی تو یہ عورت قطعی طور پر اس خاوند کیلئے حرام ہو جائے گی۔ اب رجوع کا حق ختم ہے۔ عورت عدت گزار کر کسی اور مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ یہ نکاح صحیح شرعی طریقے کے مطابق مستقل بسنے کی نیت سے ہوگا نہ کہ شوہر اول کی طرف حلال ہونے کی غرض سے...... اب اگر اس عورت کا خاوند فوت ہو جائے اس نے گھریلو ناچاقی کی بنا پر اسے طلاق دے دی تو عدت کے بعد پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے اور ایسا واقعہ ہزاروں میں شاید کوئی ایک آدھ دفعہ ہوا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ بقرۃ میں اس کا ذکر کیا ہے: ''طلاق (جس کے بعد خاوند رجوع کر سکتا ہے) دو مرتبہ ہے۔ پھر دو طلاقوں کے بعد یا تو دستور کے موافق اپنی بیوی کو رہنے دے یا اچھی طرح سے رخصت کر دے۔'' (بقرہ:۲۹۹)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور دیگر صحابہؓ کی روایات کے موجب ابتدائے ہجرت میں جاہلی دستور کے مطابق مرد عورتوں کو کئی بار طلاقیں دیتے اور عدت کے اندر رجوع کرتے رہتے جس کا مقصد بیوی کو تنگ کرنا ہوتا تھا، اس صورت حال کو روکنے کیلئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ رجعی طلاق (جس میں رجوع کا حق ہو) دو دفعہ ہے، اس کے بعد ''امساک'' یعنی عدت کے دوران رجوع کرنا یا حسن سلوک کے ساتھ تیسری طلاق دینا ہے۔ یہ تفسیر مرفوعاً ثابت ہے، ابن جریر وغیرہم نے اسی کو ترجیح دی ہے، طوالت کے خوف سے میں تمام عبارتیں نہیں لکھ رہا۔

اب مسئلہ کے دوسرے رخ کو دیکھتے ہیں۔ ایک آدمی اپنی جہالت یا غصہ میں آ کر اپنی بیوی کو تین مرتبہ طلاق کا لفظ ایک ہی دفعہ کہہ دیتا ہے تو مقلدین کے نزدیک اب وہ تین طلاقوں کا تصور جو وقفہ وقفہ کی صورت میں قرآن نے دیا تھا، اس کو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اب تین طلاقیں مکمل ہو گئی ہیں۔ اگر تم پہلے خاوند کی طرف رجوع کرنا چاہتی ہو تو تمہیں ایک یا دو راتوں کیلئے کسی سے نکاح کرنا پڑے گا پھر وہ خاوند تمہیں طلاق دے گا جس کے بعد تم پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہو۔ اس طریقہ کو جس میں عورت مستقل بسنے کی نیت سے نہیں بلکہ صرف پہلے خاوند کی طرف آنے کیلئے مجبوراً نکاح کرتی ہے اس کو چشم پوشی کرتے ہوئے حلال ہونے کا نام دیا جاتا ہے۔

حالانکہ نبی ﷺ کے زمانہ مقدسہ میں وہی قرآنی اصول لاگو ہوتا تھا جس کا ذکر مضمون کے شروع میں کیا گیا ہے، بطور حوالہ دو دلیلیں ہی درج کرتا ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں پھر غمگین ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے کس طرح طلاق دی؟ انہوں نے عرض کیا میں تو تین طلاق دے چکا، آپؐ نے فرمایا کہ ایک ہی مجلس میں؟ کہا ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایک ہی ہے اگر چاہو تو تم رجوع کر لو، چنانچہ انہوں نے رجوع کر لیا۔ (مسند احمد، ابو یعلیٰ)

☆ ابو صہباء نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال تک تین طلاق ایک ہی شمار ہوئی تھیں تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ہاں۔ (مسلم، ابوداؤد، نسائی)

حضرت عمرؓ کے ایک فیصلہ کو اکثر محررین نے لکھا ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ عہد رسالت میں، عہد ابی بکر میں اور عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں اکٹھی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں۔ بقول حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ بعض لوگ اس سوچ بچار کے معاملے میں جلد بازی کرتے ہیں تو انہوں نے تینوں لازم کر دیں۔ حالانکہ حضرت عمرؓ کا یہ فیصلہ تہدیداً اور بطور سزا کے تھا اور اس فیصلہ پر خود حضرت عمرؓ کو بھی افسوس تھا جیسا کہ ابن قیمؒ کی کتاب اغاثۃ اللھفان میں مرقوم ہے۔ اگر اس کو شرعی فیصلہ مستقل تسلیم کیا جائے تو عہد رسالت، عہد ابی بکر اور خود ان کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو فیصلے تھے اس کی کیا حیثیت بنتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی علماء نے اس کو بھی تعزیری یا سیاسی فیصلہ تسلیم کیا ہے۔ یہ بات احناف کی کتاب درمختار کے حاشیہ طحاوی پر بھی مرقوم ہے۔

لیکن اب اگر ایک شخص نے غصہ میں آ کر یکدم تین طلاقیں سنا دیں اور ان کو تین پکی طلاق شمار کر کے عورت کو اس پر حرام سمجھتے ہوئے بدنام زمانہ حلالہ کا مشورہ دیا جاتا ہے جسے اسلام نے ایک لعنتی فعل قرار دیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حلالہ کرنے والا، حلالہ کروانے والا دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مسند احمد، بیہقی، نسائی، ترمذی) اور فرمایا کہ حلالہ کرنے والا کرایہ کا سانڈ ہے (ابن ماجہ، مستدرک حاکم، بیہقی)

حضرت عمرؓ کے زمانہ کا حوالہ دیتے ہوئے حضرت عمرؓ کا یہ ارشاد بھول گئے ہیں کہ جو شخص حلالہ کرے یا کرائے گا تو میں اسے سنگسار کروں گا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خلفائے راشدین، تمام صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین کے ادوار میں ہمیں کہیں بھی مروجہ حلالہ کا کوئی وجود نظر نہیں آتا۔

☆ حضرت عثمانؓ کے اس فتویٰ کو یہ لوگ بھول گئے ہیں کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے حلالے کی نیت سے نکاح کیا تھا تو انہوں نے ان کے درمیان جدائی کرا دی اور فرمایا: ''کہ یہ عورت حلالہ کے ذریعے پہلے خاوند کی طرف نہیں لوٹ سکتی بلکہ ایسے نکاح کے ذریعے لوٹ سکتی ہے جو رغبت کے ساتھ اور دھوکہ دہی کے علاوہ ہو۔ (بیہقی)

☆ عبداللہ بن عمرؓ سے تو یہ بھی مروی ہے کہ حلالہ کرنے والا مرد وعورت اگرچہ بیس سال اکٹھے رہیں، وہ زنا کرتے رہیں گے۔ (مغنی ابن قدامہ)

حسن بصری، ابراہیم نخعی، قتادہؒ جیسے اکابر فقیہان امت اور محدثین نے بھی حلالہ کا وہ عمل جس میں صرف عورت کو پہلے خاوند کی طرف آنے کیلئے کسی سے ایک یا دو راتوں کیلئے نکاح کیا جاتا ہے کو لعنتی عمل قرار دیا ہے۔ تمام فقہاء کا اس بات پر دعویٰ انتہائی غلط اور بے بنیاد ہے۔ اجماع امت کا دعویٰ رکھنے والوں سے گزارش ہے کہ کاش وہ امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام شافعیؒ کے فتاویٰ پڑھ لیں، جس میں وہ حلالہ کی نیت سے نکاح کرنے کو نکاح باطل قرار دیتے ہیں۔ عطاؒ تابعی، امام ابوایوبؒ، امام ابن شیبہ، قتادہؒ وغیرہ کے اقوال کو دیکھیں تو اجماع کے دعویٰ کی اصلیت کھل جائے گی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے دونوں شاگردوں کا موقف بھی امام ابوحنیفہؒ کے خلاف ہے۔ (ہدایہ کتاب الطلاق)

ماضی قریب کے اکابر حنفی علماء مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا حفظ الرحمٰن قاسمی بھی ایسے نکاح کو باطل قرار دیتے ہیں۔ بریلوی مکتبہ فکر کے سرکردہ عالم اور ترجمان پیر کرم شاہ بھیروی بھی ایسے عمل کو کتاب اللہ کے ساتھ کھیلنا قرار دیتے ہیں۔ اپنی مشہور تفسیر ضیاء القرآن میں لکھتے ہیں: ''بعض علماء مثلاً اہل حدیث کی رائے ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاق سے ایک ہی شمار ہوتی ہے، زمانے کے بدلتے حالات میں علمائے ازھر نے بھی اسی بات کو ترجیح دی ہے۔ (ص ۲۴۴) پھر وہ آگے جا کر لکھتے ہیں کہ علمائے مصر والازھر کے فتویٰ کے مطابق ہی عمل کرنا بہتر ہے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات ایچ ایم انصاری لکھتے ہیں کہ ''اگر حلالے کا مقصد طلاق یافتہ عورت کو پہلے خاوند کیلئے جائز کروانا ہے تو یہ بات صریحاً ناجائز، بدذوقی اور حرام کاری ہے۔''

جماعت اسلامی کے بانی مولانا مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی، ڈاکٹر اسرار احمد وغیرہم تمام اس بات پر متفق ہیں کہ حلالہ کی نیت سے کیا جانے والا نکاح باطل ہے۔ چنانچہ اس وقت پوری دنیا میں تین طلاق کو ایک قرار دینے کی سوچ بدلتی جارہی ہے۔ اب کسی غیر متعصب اور نیک دل مسلمان کو حدیث رسول ﷺ کے مطابق اپنے ذہن کو تبدیل کرنے میں مشکل پیش نہیں آئے گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ:

سب سے پہلے ۱۹۲۹ء میں قانون عدلیہ میں حکومت مصر نے تین طلاقوں کو ایک قرار دیا۔ ۱۹۵۱ء سے حکومت اردن نے بھی اپنے ہاں یہی قانون رائج کر دیا۔ ۱۹۵۲ء میں حکومت شام نے، ۱۹۵۸ء میں مراکش نے، ۱۹۵۹ء میں عراق نے بھی۔ ۱۹۶۱ء میں پاکستان کے عائلی قوانین میں بھی حلالہ کو ممنوع قرار دیا گیا۔ معروف قانون دان ڈاکٹر خالد رانجھا کے اس مسئلہ پر کئی مقالات موجود ہیں۔ سابق چیف جسٹس نسیم حسن شاہ نے بھی اس مسئلہ کو واضح کیا کہ ۱۹۶۱ء کے فیملی لاز آرڈیننس کے تحت حلالہ ضروری نہیں۔ مذکورہ بالا حوالوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حلالہ جیسے مکروہ اور لعنتی فعل سے بچنے کیلئے مسلمان حکومتوں نے ان مروجہ فقہی عبارتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی، جس کو قرآن وسنت کے مقابلے میں بنایا گیا اور تار عنکبوت کی طرح سجالیا گیا۔

کچھ عرصہ قبل سندھ ہائیکورٹ میں ایک شخص اتفاق سے مرحوم جسٹس شفیع محمدی کی عدالت میں (خلع) کا ایک مقدمہ لایا جس کا حل بعض مفتیوں اور مولویوں کی طرف سے حلالہ تجویز کیا گیا تھا، لیکن موصوف جج نے قرآن و سنت کی روشنی میں حلالہ کو باعث لعنت قرار دیتے ہوئے اس کے خلاف فیصلہ دے دیا، بس پھر کیا ہونا تھا...... حلالہ کا دفاع کرنے والے مولویوں نے آسمان سر پر اٹھالیا، یہ تو بڑا ظلم ہوگیا۔ اخبارات میں بیانات، فتوے اور یہاں تک کہہ دیا گیا کہ حلالہ کرنے والے سانڈ پر حلالہ کی وجہ سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ حلالہ کا دفاع کرنے والوں کے عجیب وغریب دلائل سن اور پڑھ کر ہم بھی حیران رہ گئے کہ ان بیچاروں کی کیسے مت ماری گئی ہے، العجب۔ الاماں...... بلکہ برطانیہ کے ایک اخبار میں تین طلاقوں پر آئمہ کرام کے احکامات کو اس طریقہ سے پیش کیا گیا کہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ یہ بیچارے اپنی فقہ کا کھوکھلا دفاع کر رہے ہیں یا حلالہ کے راستے ہموار کر رہے ہیں۔

ان مفتیان نے حلالہ کے مروجہ فعل کو جائز رکھنے کیلئے طرح طرح کے حیلے بہانے بنا رکھے ہیں، اس کا ثبوت ان کی ایک مستند کتاب میں کچھ اس طرح ہے: ''تین طلاقوں کے بعد جب حلالہ کیلئے عورت کا نکاح کسی دوسرے مرد سے کر دیا جائے اور عورت کو یہ ڈر ہو کہ دوسرا خاوند اسے طلاق نہیں دے گا تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ عورت کہے میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ طلاق کا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوگا، جب بھی میں چاہوں تو مرد اس بات کو قبول کرلے تو نکاح جائز ہے اور معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔ (فتاویٰ کبیری اور الکفایہ)

یعنی ان حضرات کے ہاں جو مروجہ حلالہ ہے اسے جائز سمجھتے ہیں اور اس بدکاری کو جاری رکھنے کیلئے طرح طرح کی تاویلیں ان کے ہاں موجود ہیں۔

جس کے کچھ واقعات کچھ اس طرح ہیں۔ حیلوں، بہانوں اور اندھی تقلید کی وجہ سے جس طرح قرآنی آیات اور احادیث کا حلیہ بگاڑا گیا اور اپنے ناجائز کاموں کو جائز کرنے کیلئے قلم کی حرمت کو پامال کیا گیا اس سے کسی بھی سادہ مسلمان کیلئے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ امت مسلمہ آج اللہ کی رحمتوں سے دور کیوں ہو چکی ہے۔

☆ ایک مشہور درسی کتاب کنزالدقائق کی شرح مستخلص الحقائق (ص ۱۲۶) پر اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان پر کہ حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت ہو، اس کی یہ تاویل لکھی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لعنت بول کر رحمت مراد لی ہے۔

☆ اندھی تقلید کا یہ نتیجہ نکلا کہ اپنے مسلک کو ثابت کرنے کیلئے اپنے اماموں کے نام پر فرقے کھڑے کر دیئے حالانکہ یہ نبی کا مقام ہے کہ ان کی ہر بات اور فیصلہ کو صحیح سمجھا جائے۔ امتیوں کو یہ مقام دینے سے صراط مستقیم سے ہٹ کر کس راہ پر چل رہے ہیں، یہ بتانے کی ضرورت نہیں۔

☆ عجیب بات ہے جو علماء متعہ کے خلاف بڑھ چڑھ کر بیانات داغتے ہیں وہ بتائیں کہ متعہ اور حلالہ میں کس چیز کا فرق ہے؟ مسلمان بچیاں اور بیٹیاں جو حیا کا پیکر ہوتی ہیں، جو اس مسئلہ پر بات بھی نہیں کرسکتیں، بلکہ طلاق کا مسئلہ لے کر آنے والی خواتین تو لرز کر ایسے مسائل بیان کرتی ہیں، خصوصاً حلالہ کا مسئلہ جب ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو وہ اپنے خاندان کی عزت اور اپنی عصمت کی حفاظت پر لگنے والے اس داغ سے کانپ اٹھتی ہیں، اپنے نصیبے پہ روتی ہیں، لیکن حلالہ کی چھری کے نیچے ان کو جیسے ذبح کیا جاتا ہے، مولویوں کی سفاکیت سے ساری عمر ڈیپریشن کا مریض بن کر گزار دیتی ہیں۔

اخبار الجماعۃ

ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی جناب سردار شیر علی خان گورچانی کی مرکز اہل حدیث جام پور میں آمد

مورخہ 9 نومبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر جناب سردار شیر علی خان گورچانی ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی حضرت مولانا محمد یٰسین راہی امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع راجن پور سے ملاقات کیلئے مرکز اہلحدیث جام پور تشریف لائے۔ پاکستان مسلم لیگ ن کے دیگر راہنما بھی ان کے ہمراہ تھے۔ مرکز پہنچنے پر مولانا محمد یٰسین راہی، مولانا محمد اسمٰعیل ساجد، مولانا محمد لیاقت صدیقی، مولانا عبیدالرحمٰن سلفی، جناب محمد اسلم خان سندھو، جناب محمد عثمان، جناب محمد ابوبکر و دیگر اہم احباب جماعت نے معزز مہمان کا استقبال کیا۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک سردار شیر علی خان سے ملکی، صوبائی و علاقائی سیاسی صورت حال پر تبادلۂ خیالات کیا گیا۔ مرکز آمد اور قائدین مرکزی جمعیۃ اہلحدیث سے مل کر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور مولانا محمد یٰسین راہی کو یقین دلایا کہ ضلع راجن پور خصوصاً جام پور کے مسائل حل کرنے کیلئے وہ بھرپور کوشش کریں گے۔

انہوں نے مرکزی جمعیۃ اہلحدیث کی طرف سے جناب میاں محمد شہباز شریف وزیر اعلیٰ پنجاب کو حلقہ PP/247 سے کامیاب کرانے پر جماعت کا شکر ادا کیا۔

موجودہ بلدیاتی انتخابات کے حوالے سے بھی باہمی مشاورت ہوئی۔ مولانا محمد یٰسین راہی نے مہمان گرامی کو احسن البیان و دیگر اسلامی کتب کا سیٹ تحفہ میں دیا۔ احباب جماعت نے مہمان گرامی کو نہایت گرم جوشی سے رخصت کیا۔

منجانب:۔ ابوبکر عثمان ترجمان مرکزی جمعیۃ اہلحدیث جام پور

مبارک باد

ختم نبوت ﷺ کانفرنس کے لئے قاری محمد یحییٰ صابر امیر ضلع پاکپتن، حافظ عبدالعزیز ربانی، ناظم تبلیغ ضلع پاکپتن الشیخ ساجد الرحمٰن، الشیخ عبداللہ شعبان، حافظ زکریا یزدانی، مولانا علی اصغر، محمد یٰسین تبسم اور ان کے رفقاء کانفرنس میں شریک ہوئے۔ راستہ میں قافلہ کے ساتھ آنے والے مہمانوں کی اچھے ہوٹل میں ضیافت کی گئی۔ جس کا فریضہ امیر ضلع قاری محمد یحییٰ صابر، محمد یٰسین تبسم صدر A.Y.F عارفوالہ نے ادا کیا۔ ہم ضلع پاکپتن اور تحصیل عارفوالہ کی طرف سے یوتھ فورس کے قائدین کو ختم نبوت ﷺ کانفرنس کی کامیابی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

محمد یٰسین تبسم ناظم نشر واشاعت مرکزی جمعیت اہلحدیث و اہلحدیث یوتھ فورس تحصیل عارفوالہ 0321-6531797

سفر حج سے واپسی

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل ڈسکہ کے امیر اور جامعہ شمس الہدیٰ کے رئیس مولانا عبدالغفور طاہر فریضہ حج ادا کرنے کے بعد وطن واپس پہنچ گئے ہیں۔ ائیرپورٹ پر آپ کے عزیز و اقارب اور احباب جماعت نے خوش آمدید کہا۔ اللہ تعالیٰ ان کا فریضۂ حج کو منظور و مقبول فرمائے۔ ہم مولانا موصوف کو ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔ (ادارہ)

دارالعلوم رحمانیہ منڈی فاروق آباد میں تعزیتی اجلاس

گزشتہ دنوں جامعہ دارالعلوم رحمانیہ اڈا لاریاں منڈی فاروق آباد میں ایک تعزیتی اجلاس زیر صدارت قاری زاہد محمود سعیدی منعقد ہوا جس میں علماء کرام اور طلباء کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اجلاس میں حافظ زبیر علی زئی اور قاری عبدالمتین اصغر کی والدہ محترمہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور مرحومین کیلئے دعاء مغفرت کی گئی کہ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ اجلاس میں صاحبزادہ راشد محمود سعیدی، قاری عمران سلفی اور قاری محمد انس سلفی نے حافظ زبیر علی زئی کی علمی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور ان کی وفات کو علمی میدان میں ایک خلا قرار دیا۔

منجانب:۔ صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی دارالعلوم رحمانیہ فاروق آباد

علماء کنونشن

مرکزی جمعیت اہلحدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی کے زیر اہتمام 31 اکتوبر بروز جمعرات بعد نماز ظہر جامع مسجد قباء اہلحدیث وقاص ٹاؤن تتلے عالی میں ایک عظیم الشان علماء کنونشن سید مصطفیٰ جعفر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا محمد صفدر عثمانی (گوجرانوالہ) نے مدلل خطاب فرمایا۔ حلقے کے علماء میں سے پروفیسر سید جعفر شاہ، علامہ اعجاز احمد رحمانی، امیر حلقہ سید محمد بلال طاہر، عبداللہ صدیقی، حافظ مزمل شاہ، قاری اشفاق، قاری الیاس قمر، حکیم عزیر اسد، عطاء اللہ بھٹی و دیگر علماء کرام نے شرکت کی۔ حاضری کے لحاظ سے کنونشن بہت کامیاب ہوا۔ شرکاء کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

منجانب:۔ قاری نعیم احمد ناظم حلقہ تھانہ تتلے عالی گوجرانوالہ

نامزدگی

قائد طلبہ عبدالقدیر فاروقی چیف آرگنائزر اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان نے سید تبسم شاہ کو اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا ہے۔

منجانب:۔ شعبہ نشر واشاعت A.S.F پاکستان

انتقال پرملال

مناظر اسلام حافظ زبیر علی زئی کا انتقال پرملال

پچھلے دنوں مناظر اسلام حافظ زبیر علی زئی مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''الحدیث'' حضرو انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان کی دینی، علمی اور مسلکی خدمات کو قبول فرمائے۔ ان کی وفات پر مختلف احباب نے ٹیلیفون کئے اور ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ادارہ مرحوم کے پسماندگان کے صدمہ میں شریک ہے۔ (ادارہ)

جناب سید جنید غزنوی کو صدمہ، والدہ محترمہ وفات پاگئیں

جناب پروفیسر سید ابوبکر غزنویؒ کی اہلیہ اور جناب سید جنید غزنوی مہتمم دارالعلوم تقویۃ الاسلام 4۔ شیش محل روڈ لاہور اور جناب سید حماد غزنوی کی والدہ محترمہ مورخہ 18/11/2013 بروز پیر قضائے الٰہی سے وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کافی عرصہ سے شوگر کے موذی مرض میں مبتلا تھیں اور یہی مرض ان کی وفات کا سبب بنا۔ مرحومہ صالحہ اور صابرہ و شاکرہ خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اہل حدیث ادارہ جناب جنید غزنوی اور جملہ پسماندگان کے غم میں شریک اور مرحومہ کی مغفرت تامہ کے لئے دعا گو ہے۔

سید جنید غزنوی کا رابطہ نمبر 0300-8477018

شریک غم: محمد حسن سعید منتظم دارالعلوم تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور

مولانا فضل الرحمٰن مدنی کو صدمہ!

17 نومبر بروز اتوار مرکزی جمعیت اہلحدیث صوبہ KPK کے امیر مولانا فضل الرحمٰن مدنی اور صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان حافظ ذاکر الرحمٰن صدیقی کے بڑے بھائی عزیز الرحمٰن حرکت قلب بند ہونے سے وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک سیرت، بااخلاق، محنتی اور دیانتدار شخص تھے۔ نماز جنازہ اسی دن شام کو ان کے آبائی گاؤں میراپائیں (وادی نیلاں) تحصیل حویلیاں (ایبٹ آباد) میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان، مولانا محمد سلیمان نے پڑھائی اور نماز جنازہ میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کی صوبائی

قیادت اور ہزارہ ڈویژن سے کثیر احباب نے شرکت کی۔ جن میں ڈاکٹر ذاکر شاہ ناظم صوبہ، غلام مصطفیٰ چوہان امیر ضلع ہری پور، حافظ ابراہیم خلیل ناظم ضلع ہری پور، مولانا اورنگزیب ناظم ضلع ایبٹ آباد، مولانا سرفراز خان فاروقی، حافظ سعید الرحمٰن، حاجی محمود بشیر، مولانا قاری عبدالحفیظ، عابد محمود سلفی، حاجی محمد سعید حویلیاں، سردار ضیاء الرحمٰن اور حافظ ذیشان شریک ہوئے۔

دریں اثناء مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ، امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبدالستار حامد، ناظم اعلیٰ پنجاب میاں محمود عباس واہلحدیث یوتھ فورس کے سینئر نائب صدر نعمت اللہ ظفر، حافظ عمران تبسم، حافظ منظور الٰہی اور طارق ڈاہر اظہار تعزیت کے لئے ایبٹ آباد پہنچے۔

ملک محمد منیر اعوان کو صدمہ

10 محرم الحرام کے دن ضلعی امیر ملک محمد منیر اعوان کی بھابھی صاحبہ رضائے الٰہی سے انتقال کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند اور دینی ومسلکی تڑپ رکھنے والی خاتون تھیں۔

مرحومہ کی نماز جنازہ ضلعی ناظم مالیات سیالکوٹ شیخ عتیق الرحمٰن نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں جماعتی ذمہ داران کے علاوہ کثیر تعداد میں احباب جماعت واہل علاقہ نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

منجانب:۔ ڈاکٹر عبدالسمیع سیکرٹری اطلاعات ضلع سیالکوٹ

● حاجی عبدالغفور امیر ضلع چنیوٹ کی اہلیہ محترمہ گزشتہ سوموار کی شب کو انتقال کر گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ اگلے روز 11 بجے دن مولانا محمد ذین ندیم نے پڑھائی۔ ضلعی ذمہ داران اور احباب جماعت نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔

دعا گو:۔ قاری عبدالرزاق نثار خطیب مرکزی جامع مسجد مبارک اہل حدیث چنیوٹ 0300-7658771



عظمت صحابہ کانفرنس

بمقام حویلی شہزاد احمد گورائیہ، بڈھا گورائیہ تحصیل ڈسکہ، مورخہ 9 نومبر بروز ہفتہ بعد نماز عشاء عظمت صحابہ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا قاری محمد خالد مجاہد، مولانا حافظ طارق محمود یزدانی، مولانا ابوبکر سلطان یزدانی نے خطابات فرمائے۔

☆ 10 نومبر بروز اتوار بعد نماز عشاء نئی آبادی نزبنگہ تحصیل سمبڑیال میں سیرت امام الانبیاء کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا قاری خالد مجاہد نے خصوصی بیان فرمایا۔

☆ 16 نومبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب جامع مسجد ابراہیم اہل حدیث کالج روڈ ڈسکہ میں شان مصطفیٰ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا منظور احمد نے خصوصی خطاب فرمایا۔

منجانب:۔ شعبہ تبلیغ اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل ڈسکہ

مبارک باد

2 نومبر 2013ء کو آل پنجاب ختم نبوت کانفرنس ملتان کی کامیابی پر جہاں ہم اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں وہاں ہم ذاکر الرحمٰن صدیقی صاحب صدر A.Y.F پاکستان، حافظ فیصل افضل شیخ جنرل سیکرٹری A.Y.F پاکستان اور ان کے رفقاء کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

قاری لیاقت علی باجوہ ناظم نشر واشاعت A.Y.F ضلع سیالکوٹ

مسلک حقہ کے ابلاغ کے لئے ہر مقام سے ذمہ داران اور حساس احباب جماعت اگر ایک مہینہ میں ''اہل حدیث'' کے لئے ایک معاون (خریدار) بنا سکیں تو ایک ماہ میں سیکڑوں اور ایک سال میں ہزاروں معاونین تیار ہو سکتے ہیں۔

آیئے آج ہی اس کار خیر کا آغاز کیجئے۔ (ادارہ)

— ... — ... —

مبارک باد

علوی ٹرسٹ اور جامعہ اسلامیہ خوشاب کے ذمہ داران

محترم جناب **ڈاکٹر شاہ محمد علوی** حفظہ اللہ

محترم جناب **محمد خالد علوی** حفظہ اللہ

اوران کے رفقاء کی مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان مین شمولیت پران کودل کی اتھاہ گہرائیوں سے **مبارک باد** پیش کرتے ہیں اورامید کرتے ہیں کہ وہ اپنی دینی رفاہی اورسماجی خدمات کا سفر باقاعدہ جاری رکھیں گے۔

منجانب: صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم یزدانی نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان 0300-7501795

Weekly **AHL- E - HADITH**
106, Ravi Road Lahore (54000)
Email: Weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE:www.ahlehadith.org/www.ahlehadith.com

CPL No
116

Head Office: 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e- Hadith 042-37720257
Paigham Tv:042-37722876